بسم اللہ الرحمن الرحیم

ظلم از قلم عبداللہ وسیم

''میری زندگی میں آنے والا مرد بہت برا ہے۔''

میرا نام سُمن ہے۔ ہر لڑکی کے کچھ خواب ہوتے ہیں۔ شادی سے پہلے میرے بھی تھے۔ میں بھی ایک اچھے انسان کی خواہش رکھتی تھی۔ میں نے بھی خوابوں کی دنیا میں اپنے جیون ساتھی کو ایک اچھا انسان تصور کیا تھا مگر مجھے تب علم نہیں تھا کہ زندگی خواب نہیں ہوتی بلکہ زندگی ایک بھیانک حقیقت ہوتی ہے۔ میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ شادی کرنا میری زندگی کا سب سے غلط...... یا...... مجھے کہنا چاہئے بدترین فیصلہ تھا۔ میرا شوہر بہت برا انسان ہے۔ وہ میرا بالکل خیال نہیں رکھتا۔ اسے لگتا ہے وہ نکاح کر کے ایک دلہن نہیں بلکہ ایک نوکرانی لے کر آیا ہے۔ صبح شام اس کے کام کرتے ہی گزر رہی ہے زندگی۔ میری شادی کو تین سال ہو چکے ہیں اور ان تین سالوں میں مجھے آج تک یاد نہیں کہ میں دل سے خوش ہوئی ہوں۔ میں نے کبھی اپنے شوہر سے دل کی بات کی ہی نہیں۔ میں نے ہمیشہ خود کو اس کی نظر میں ایک نوکرانی ہی پایا ہے۔ میں اس کے ساتھ خوش نہیں ہوں البتہ اس کے سارے کام ہو جاتے ہیں تو شاید وہ میرے سے ناخوش نہ ہو؟

مجھے...... مجھے نفرت ہے اپنے شوہر سے......

☆☆☆☆☆

چار سال پہلے میں نے جب یونی سے گریجویٹ ہو کر سکون سے دو ہفتے گزارے ہی تھے تو میری امی نے مجھے بتایا کہ آج کچھ لوگ مجھے دیکھنے آ رہے ہیں۔

''امی کیا عذاب ہے؟ ابھی میں پڑھائی سے فارغ ہوئی ہی ہوں۔ اب آپ میری شادی کروانا چاہ رہی ہیں۔ کچھ تو صبر کر لیں۔ مجھے بھی سکون سے کچھ دن گزارنے دیں۔'' میں اس وقت بہت غصے میں آ گئی اور میں نے امی کو تلخ لہجے میں یہ کہا تھا۔

''اللہ سے ڈرو۔ ایسے شادی کو عذاب نہیں کہتے۔ شکر ادا کرو گھر بیٹھے اتنا اچھا رشتہ آ رہا ہے۔ اور ہم کون سا ابھی شادی کر رہے ہیں۔ ابھی دیکھنا بھالنا ہے پھر منگنی ہو گی پھر جا کر شادی ہو گی۔'' امی نے مسکراتے ہوئے میرے سر سے گال تک ہاتھ پھیرا۔ ''میری گڑیا اب اپنے گھر کی ہونے والی ہے۔ اللہ خیر کرے۔'' امی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔ اس کے باوجود میرا دل نرم نہیں ہوا تھا۔

''آپ کا یہ میلوڈرامہ مجھے اچھا نہیں لگ رہا امی۔ ابھی تو میں سکون سے بیٹھی ہی ہوں۔ کیا اتنا بوجھ لگتی ہوں آپ کو جو دو ہفتے گھر میں بیٹھی رہی تو آپ مجھے نکالنے کا سوچنے لگی ہیں؟'' مجھے کوئی پرواہ نہیں تھی کہ امی کے دل پہ کیا گزر رہی ہے۔ میں نے ابھی شادی

نہیں کرنی۔ مجھے سکون چاہئے۔ شادی کر کے کیا ہوگا؟ چار دن کی چاندنی ہوگی پھر تو اندھیری رات ہی ہونی ہے ناں۔ اچھا نہیں ہے کہ بندہ شادی کرے ہی ناں؟

''بیٹی بوجھ کب ہوتی ہے؟ تم بھی غصے میں پتا نہیں کیا اول فول بکتی جاتی ہو۔'' امی نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔ میری پیشانی سے ابھی تک بل نہیں گئے تھے۔

''لگ تو ایسے ہی رہا ہے۔ دو دن گھر میں بندہ سکون سے نہیں بیٹھ سکتا۔ پتا نہیں آپ لوگوں نے چوبیس سال کیسے انتظار کر لیا۔''

''اچھا اب زیادہ زبان نہ چلاؤ۔ سحر کو بھیجتی ہوں کہ تمہیں پارلر لے جائے۔ کچھ فیشل وغیرہ کروا آؤ تو اچھا ہے۔ کیسے مرجھا گئی ہے تمہاری سکن۔'' امی نے میرے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

''امی دیکھنے آرہے ہیں یا ساتھ ہی آپ نے رخصت کر دینا ہے؟ فیشل کی کیا ضرورت ہے؟ جس نے پسند کرنا ہے وہ ایسی شکل کے ساتھ بھی پسند کر لے گا۔ مجھے نہیں تیار ہونا کسی کے بھی لیے۔ تیار ہو کر شو پیس بن کر بیٹھ جاؤ اور انتظار کرو کہ چائے کے تین کپ ڈکارنے کے بعد وہ مجھے پاس یا فیل کریں گے۔'' میں نے تلخی سے سر جھٹکا۔

''سمن تم کیوں ایسے کر رہی ہو؟ تمہاری شادی تو کرنی ہی ہے ناں۔ اللہ سے دعا کرو کہ یہ رشتہ تمہارے لیے اچھا ہو۔ تمہیں ایسے لوگوں کے سامنے شو پیس نہ بننا پڑے۔'' امی کے دل کو کچھ ہوا تھا۔ تب مجھے سمجھ نہیں آیا تھا مگر اب میں بخوبی سمجھ سکتی ہوں۔

''اب یونی کے بعد شو پیس ہی بننا ہے میں نے۔ فلانے کے سامنے تیار ہو کر جاؤ تو......''

''اچھا بس کرو سمن۔ بہت ناشکری ہو تم۔ میں سحر کو بھیجتی ہوں وہ تمہیں پارلر لے جائے گی۔'' امی کہہ کر چلی گئیں اور میں انہیں جاتا دیکھتی رہی۔

شادی کرنی تھی۔ ظاہر ہے۔ لیکن میں ابھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ ایسا ممکن تو ہے نہیں کہ شادی کے بغیر بندہ اپنی زندگی گزار لے۔ میری امی تو اس سے اچھا مجھے قتل کرنا پسند کرتیں۔ اچھا تھا قتل ہی کر دیتیں۔ اس جہنم میں رہنے سے تو اچھا ہی ہوتا جس میں، میں اب رہ رہی ہوں۔ ایک بے ڈھنگا انسان میرا شوہر ہے۔ میں اس کی نوکرانی ہوں۔ کیا عذاب ہے؟ عذاب......

عذاب کہتے کسے ہیں؟

☆☆☆☆☆

''میری زندگی میں آنے والی عورت بہت بری ہے۔''

میرا نام زمان ہے۔ مجھے لگتا ہے شادی کرنا میری زندگی کا سب سے غلط فیصلہ تھا۔ سب کو شادی کا بہت شوق ہوتا ہے۔ لڑکوں کو لگتا ہے شادی کے بعد وہ ایک بادشاہ کی طرح زندگی گزاریں گے۔ ایک آرڈر پہ سب کچھ سامنے آ جائے گا۔ آپ کی بیوی آپ کی زندگی کی سب سے خوبصورت عورت ہوگی۔ اس کے ساتھ آپ ایک اچھی زندگی گزاریں گے لیکن...... یہ سب دور کے ڈھول سہانے والا ہی حساب ہے۔ میری بیوی ایسی بالکل نہیں ہے۔ ایک آرڈر کیا...... دس بار بھی آرڈر کر دو تو بھی مجھے میری مطلوبہ چیز نہیں ملتی۔ شادی کے کچھ ماہ بعد ہی مجھے یہ احساس ہو گیا تھا۔ اس کے بعد میں نے اسے کہنا ہی چھوڑ دیا تھا۔ میں نے خود ہی اپنے کام کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ میں اس کے ساتھ خوش نہیں ہوں البتہ اس کے سارے کام ہو جاتے ہیں تو شاید وہ میرے سے ناخوش نہ ہو؟

مجھے...... مجھے نفرت ہے اپنی بیوی سے......

☆☆☆☆☆

جب میں نے ایک مخصوص رقم کمانا شروع کر دی تو میرے گھر والے میری شادی کے بارے میں سوچنے لگے۔ ماؤں کو لگتا ہے بیٹا شادی کر کے ایک لڑکی لائے گا تو گھر کے حالات بدل جائیں گے۔ رونق آ جائے گی اور جو بھی پہلے مسئلے چل رہے ہوں گے وہ بھی خود بخود حل ہو جائیں گے۔ لڑکی لا رہے ہیں یا کوئی جادو گرنی؟

''میں ایک رشتہ دیکھا ہے تمہارے لیے۔ مجھے لڑکی بہت پسند آئی ہے۔ خوبصورت ہے۔ پڑھی لکھی ہے۔ تم تصویر دیکھ کر بتا دو کیسی لگی؟ ابھی میں نے ہاں نہیں کی۔ میں نے سوچا تم سے پوچھ لوں۔'' اس دن میں کام سے گھر آیا تھا تو کھانے کے بعد امی نے مجھے کہا۔

''شادی؟ میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتا امی۔'' میں نے انہیں کہا۔

''کیوں؟ کیوں نہیں کرنا چاہتے تم شادی؟'' امی نے مجھ سے پوچھا۔ وہ میرا جواب سن کر حیران ہوئی تھیں۔

''میرا دل نہیں ہے۔'' مجھے اور کوئی جواب نہیں سوجھا تھا۔

''دل؟ یہ کیا بات ہوئی؟ تم اٹھائیس سال کے ہو گئے ماشاءاللہ۔ تم سے چھوٹے چھوٹے لڑکوں کی شادیاں ہو گئی ہیں اور تم ابھی تک کنوارے بیٹھے رہنا چاہتے ہو؟'' امی کے لہجے میں غصہ آ گیا تھا۔

''میرا کسی سے کوئی مقابلہ چل رہا ہے؟ میں نے نہیں کرنی شادی۔ آپ مجھ سے تو پوچھ لیتیں۔ میں آپ کو کبھی بھی رشتہ دیکھنے نہ جانے دیتا۔ آپ انہیں انکار کر دیں۔'' میں نے کہا۔

''کیا بکواس کر رہے ہو تم زمان؟''میں امی سے کچھ زیادہ ہی اونچی آواز میں بول رہا تھا اسی لیے فرقان بھائی اندر سے باہر آ گئے۔

''میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ مجھے نہیں کرنی ابھی شادی۔''میں نے انہیں بھی یہی کہا۔

''تو کیا کرنا ہے؟ اب تم اکیلے رہ کر کیا کرنا چاہتے ہو؟''وہ بھی مشتعل ہو گئے تھے۔

''میں جو بھی کرنا چاہوں۔ میں ابھی شادی افورڈ نہیں کر سکتا۔ آپ اس......جو بھی لڑکی کا نام ہے۔اسے منع کر دیں۔ کہہ دیں آپ کا بیٹا ابھی شادی نہیں کرنا چاہتا۔ میں......''

''امی آپ اس کی بکواس کو کوئی اہمیت نہ دیں۔ آپ انہیں ہاں کر دیں۔ پاگل ہو گیا ہے یہ لڑکا۔ چار دن بعد اسے عقل آ جائے گی تو خود ہی آپ سے شادی کا کہے گا۔''فرقان بھائی نے میری بات کاٹی۔

''شادی شادی شادی۔ کیا عذاب ہے؟ سکون سے بندہ کھانا نہیں کھا سکتا۔''میں شدید غصے میں کہتا وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔ میں نے کھانا بھی ادھورا چھوڑ دیا تھا۔ باہر سے امی اور فرقان بھائی کی آوازیں آ رہی تھیں۔ میں نے تکیہ منہ پہ رکھ لیا تھا۔

شادی کر کے کیا ہو گا؟ ایک لڑکی آئے گی۔ مجھے اے ٹی ایم سمجھے گی۔ یہ لے دو وہ لا دو۔ میں تو ایک مشین بن جاؤں گا جس کا دار و مدار صرف اس ایک لڑکی کی خواہشات پوری کرنا ہے۔ مجھے ایسی زندگی نہیں جینی تھی۔اس سے اچھا تھا میں کہیں بھاگ جاتا۔ میں کیسے شادی کروں؟ کاش میں اس وقت اپنے لیے اسٹینڈ لے لیتا تاکہ مجھے آج یہ سب باتیں نہ لکھنی پڑتیں۔

شادی کیا ہے؟

☆☆☆☆☆

میں ٹیسٹ میں پاس ہو چکی تھی۔ مجھے دس میں بیس نمبر ملے تھے کیونکہ میں انہیں کچھ زیادہ ہی پسند آ گئی تھی۔ سحر بھابھی کے سمجھانے پہ میں پارلر چلی گئی اور اس پارلر والی نے پتا نہیں میرے منہ پہ کیا لگایا تھا کہ وہ لڑکے کی ماں تو فدا ہی ہو گئی تھی۔ پتا نہیں اس کا اپنا بیٹا کیسا تھا؟ کالا سیاہ ہی ہو گا۔ مجھے دیکھ کر جس طرح وہ میری تعریفیں کر رہی تھی اس سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ اس کا اپنا بیٹا کسی گرم صحرائی علاقے......ہاں ہاں، افریقہ ہی......افریقہ سے آیا ہے۔ میں نے دیکھا ہے۔ بدصورت یا نسبتاً کم خوبصورت مردوں کی مائیں ایسے ہی خوبصورت لڑکیوں پہ فریفتہ ہوتی ہیں۔ مجھے تو اس عورت کی مکاری ابھی سے صاف نظر آ رہی تھی۔ کتنی جھوٹی تھی توبہ۔ پتا بھی ہے میں نے میک اپ کیا ہے پھر بھی میں اسے نیچرل بیوٹی ہی لگ رہی تھی۔اب کل کو جب میں منہ دھو کر اس کے سامنے جاؤں گی تو یہ سب سے پہلے مجھے یہی کہے گی کہ تمہاری صورت سے اچھا سیرت دیکھ لیتی تو میرا اتنا نقصان نہ ہوتا۔ ایسا ہی ہوتا ہے ہر جگہ۔ ساس پہلے

بہو کی بہت تعریفیں کرتی ہے اور شادی کے ایک سال بعد جب بہو ساس کے مطابق کوئی کام نہ کرے تو انہیں فوراً سیرت یاد آ جاتی ہے۔

جب وہ آئے تو سلام دعا کے بعد امی سے کہنے لگیں کہ سمن کو بلا لائیں۔ میں ایک شو پیس بننے کے لیے بالکل تیار تھی۔ سحر بھابھی نے مجھے چائے کا ٹرے تھما دیا اور مسکراتے ہوئے مجھے دعا دی۔

''آپ بھی مجھے گھر سے نکالنا چاہتی ہیں؟'' میں نے انہیں کہا۔ میرے انداز میں اکتاہٹ تھی۔

''ہاں بالکل ایسے ہی جیسے میرے ماں باپ نے مجھے گھر سے نکالا تھا اور تم لوگوں نے مجھ پہ ترس کھا کر اپنے گھر رہنے کی جگہ دے دی تھی۔'' وہ میرے رویے سے بری طرح زچ ہو چکی تھیں۔ میں نے ان سے بھی کافی بحث کی تھی۔ وہ مجھے بہت سمجھاتی رہیں اور اب جب میں نے یہ کہا تو ان کا جواب سن کر مجھے حیرت ہوئی۔ بھابھی کے ساتھ میری اچھی دوستی تھی۔ وہ غیر ہو کر مجھے اپنوں سے زیادہ سمجھتی تھیں۔

''اب جاؤ۔''

میں ٹرے پکڑے مہمان خانے کی طرف چل پڑی۔ بھابھی کا جواب میرے کانوں میں گونج رہا تھا۔ مجھے تب سمجھ آئی تھی کہ بھابھی کو بھی ہم ایسے ہی دیکھنے گئے تھے اور پھر ہمیں وہ پسند آئی تھیں۔ پھر رشتہ پکا ہوا، منگنی شادی وغیرہ وغیرہ۔ میں نے اس وقت اپنی سوچ کو بدلتے پایا۔ شادی نہ کرنے والی بات اور خود کو بوجھ گردانتی میری زبان اب بند ہو چکی تھی۔ میں تیار تو تھی ہی پر میں اب دل سے بھی تیار ہو گئی تھی کہ جو بھی ہے۔ مجھے بھی شادی کرنی ہی ہے تو......اب ایسے کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ جو ہو رہا ہے ہونے دو۔ سب پہ یہ وقت آتا ہے۔

☆☆☆☆☆

امی اور فرقان بھائی کے علاوہ آپی نے بھی میری ٹھیک ٹھاک کلاس لی تھی۔

''تم کوئی چھوٹے بچے نہیں ہو زمان۔ اس عمر میں تو ہمارے زمانے میں چار چار بچے ہوا کرتے تھے۔ آخر مسئلہ کیا ہے تمہیں شادی سے؟'' امی نے آپی کے بار کہا تھا۔ صحن میں پنچائیت لگ چکی تھی۔ فرقان بھائی، آپی اور امی فیصلہ سنانے کے لیے تیار تھے جو مجھے پہلے سے ہی پتا تھا۔ میں مجرموں کی طرح اپنے دل کے نہ ماننے کے جرم میں اس پنچائیت کا حصہ تھا۔

''تو امی اب زمانہ بدل گیا ہے۔'' میں نے بہت فضول سی دلیل دی تھی۔ میرے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔

''زمانہ ابھی بھی وہی ہے۔ تم نوجوانوں کی سوچ میں بدلاؤ آ گیا ہے۔ تم لوگوں کو رشتے بنانے مشکل لگتے ہیں بس۔'' امی نے چڑ کر کہا۔ میری شادی کو لے کر یہ تیسری بیٹھک تھی۔

''امی ٹھیک کہہ رہی ہیں زمان۔ تم رشتے بنانے سے ڈرتے ہو کیا؟'' آپی نے پہلی بار گفتگو میں حصہ لیا۔ فرقان بھائی نتھنے پھلائے مجھے دیکھ رہے تھے۔ میں بار بار ان کا دیکھنا نظرانداز کر رہا تھا۔

''نہیں آپی......ایسا نہیں ہے۔ میں بس......'' اب میں ہار کے بالکل قریب تھا۔ میں کہتا بھی کیا؟ میں واقعی کیا دلیل دیتا کہ مجھے شادی کیوں نہیں کرنی؟ میں اچھی طرح جانتا تھا کہ امی، آپی اور فرقان بھائی کی ایک ایک بات بالکل ٹھیک ہے مگر......

''میں ابھی تیار نہیں ہوں۔'' میں نے ہاتھ جھاڑ کر کہا۔ فرقان بھائی نے تلخ انداز میں سر جھٹکا۔

''کیا تیاری کرنی ہے تم نے؟'' وہ تب سے میری باتوں کا کوئی جواب دینا چاہتے تھے سو بول اٹھے۔ میں ان کی نگاہوں کو مزید تلخ ہوتے دیکھ رہا تھا۔

''دیکھو زمان۔ تم ہمیں بتاؤ کیا ایشو ہے؟ ہم تمہارے اپنے ہیں۔ ہم مل کر تمہارا مسئلہ حل کر لیں گے۔ بتاؤ تو سہی۔'' آپی نے نرم لہجے میں کہا۔

''میں ابھی تیار نہیں ہوں۔'' میں نے اپنی بات دہرائی۔

''کیا بکواس ہے۔ اس بدتمیز آدمی کے ساتھ اب آپ دونوں ہی سر کھپائیں۔ میری تو بس ہو گئی ہے۔ میں چلتا ہوں۔'' فرقان بھائی غصے سے کہتے ہوئے اٹھ کر چلے گئے۔ امی نے مجھے دیکھا۔ میں نے اس بار بھی نظریں پھیر لیں۔

''زمان۔ میں تم سے پانچ سال بڑی ہوں۔ میری شادی کو کتنے سال ہو گئے ہیں؟ تیرہ سال ہو گئے ہیں۔ میں اس وقت بیس سال کی تھی جب میرا رشتہ آیا تھا اور میری شادی بھی فوراً ہی ہو گئی تھی۔ تم جانتے ہی ہو۔ میں تب تیار تھی؟ میں بیس سال کی ایک لڑکی کیا اتنی بڑی ذمہ داری کے لیے تیار تھی؟ کبھی بھی نہیں تھی۔ مجھے لگتا تھا کہ میری شادی بائیس تئیس میں ہو گی لیکن اکیس سال میں میری گود میں میرا بچہ تھا۔ کیا میں اس بچے کے لیے تیار تھی؟ ہم آنے والے دنوں کے لیے کبھی تیار نہیں ہوتے لیکن جب وہ دن ہم پہ آ جاتے ہیں تو ہم خود ہی انہیں جینا سیکھ جاتے ہیں۔ سب کچھ خود ہی آ جاتا ہے۔ کوئی پیدا ہوتے ہی ہر کام کی تیاری کر کے نہیں آتا۔ تمہاری کل کو شادی ہو گی تو تم بھی خود ہی تیار ہو جاؤ گے۔ وہ لڑکی بہت اچھی ہے۔ میں اس سے ملی ہوں۔ خوبصورت اور پڑھی لکھی بھی ہے۔ میرے بھائی نیک کام میں دیر نہیں کرنی چاہئے۔'' آپی نے پاس آکر میرے سر پہ پیار کیا۔ میں شرمندہ ہی ہو گیا۔

واقعی میں نے دیکھا تھا کہ آپی اتنی سی عمر میں رخصت ہو گئی تھیں۔ پھر گھر بار اور بچوں میں خود کو گھرا ہوا پایا۔ سارا گھر بھی سنبھالا اور آج تک یہ سب کر رہی ہیں۔ یہی سب زندگی ہے۔ میں اب اٹھائیس سال کا ہو چکا تھا۔ مجھے اب حیرت ہوتی ہے کہ میں نے اتنا واویلا کیوں مچایا تھا؟ آپی کی بات میرے دل میں گھر کر چکی تھی۔ میں نے اس رات خود سے سوال کیا کہ آخر شادی کے بعد ایسا کیا ہو گا جس سے میں اس قدر خوفزدہ ہوں؟ مجھے کوئی بھی خاطر خواہ جواب نہ ملا کیونکہ بچپن سے لے کر آج تک میں یہی سب دیکھتا آیا

تھا۔ایک وقت آتا ہے جب سب کی شادیاں ہو جاتی ہیں۔میرے سگے بہن بھائی بھی شادی شدہ ہیں اور بال بچے دار بھی ہیں..... تو کیا میری شادی کی انہیں خواہش نہیں ہو گی؟ ویسے بھی...... لڑکی جوان ہوتی ہے تو گھر والے فوراًاسے اگلے گھر بھیجنے کی تیاری شروع کر دیتے ہیں۔لڑکوں کو کام کاج کے بہانے اتنا وقت تو مل ہی جاتا ہے کہ وہ خود کو شادی کے لیے تیار کر سکیں۔اٹھائیس سال اس تیاری کے لیے بہت ہوتے ہیں۔بہت...... یا شاید بہت زیادہ...... لڑکی سے تو زیادہ ہی......

☆☆☆☆☆

امی لوگ لڑکا دیکھ آئے تھے۔مجھے رتی برابر بھی دلچسپی نہیں ہو رہی تھی۔مجھے پتا نہیں کیا ہو رہا تھا۔عجیب سا لگ رہا تھا۔ خیر...... میں تیار تھی شادی کے لیے۔امی لوگوں کو لڑکا بہت اچھا لگا تھا۔توقع کے برعکس وہ کالا سیاہ نہیں تھا۔پتا نہیں پھر اس کی اماں کا ایسا رویہ کیوں تھا؟ شاید میں انہیں واقعی بہت پسند آئی تھی۔

دونوں خاندانوں نے ایک دوسرے کو اور......ہاں ہاں ہمیں بھی اچھے سے دیکھ بھال لیا تھا۔ابو نے لڑکے کے کام وغیرہ کے بارے میں پتا کروایا تھا اور ایک دو نارمل سی ٹوہ بھی لی تھیں آس پاس سے۔ایسا تو کرنا ہی تھا۔پھر ایک دن آنٹی یعنی میری ساس صاحبہ کا فون آیا امی کو۔میں ادھر ہی بیٹھی تھی۔سلام دعا کے بعد میں نے امی کو خوش ہوتے دیکھا۔

''بہت بہت مبارک ہو۔''

امی کے جملے تھے کہ کیا؟ مجھے اتنا رونا آیا۔میں اٹھ کر چلی گئی۔ان کی مبارکوں کے چکر میں مجھے چکر آنے والے تھے۔میں تو دعائیں کر رہی تھی کہ کسی طرح انکار ہو جائے۔لڑکا ہی ریجکٹ کر دے مجھے پر نہیں...... عجیب بد دماغ لڑکا تھا وہ..... کیا تھا انکار کر کے مجھ غریب کا بھلا کر دیتا...... لیکن...... اگر وہ انکار کر دیتا تو مجھے کسی اور خاندان کے سامنے ایسے تیار ہو کر شو پیس بننا پڑتا......اس طرح سوچوں تو چلو اچھا ہی ہوا..... مگر پھر بھی مجھے رونا آ رہا ہے......

''شرما گئی ہے لگتا۔''دروازہ بند کرنے سے قبل مجھے امی کی بات سنائی دی تھی۔میں نے کیا شرمانا تھا؟ میری کون سا کسی فواد خان سے شادی ہو رہی تھی؟اور اس سے بھی ہو رہی ہوتی تو بھی میں نے شرمانا نہیں تھا۔مجھے سمجھ نہیں آتا کہ کون سی لڑکیاں ہوتی ہیں جو ایسی باتوں پہ دوپٹہ دانتوں میں اٹکا کر شرماتی ہیں۔حیرت ہے۔کیا آج کل کے زمانے میں بھی ایسی مخلوقات دستیاب ہیں؟

میں نے ابھی تک اس بندے کی ایک تصویر بھی نہیں دیکھی تھی۔اب کیا کرنا تھا دیکھ کر؟اب تو رشتہ پکا ہو چکا تھا۔مجھے اگر وہ اچھا نہ بھی لگے تو بھی کیا فائدہ ہونا تھا؟میری کون سا کسی نے سننی تھی؟اب جو بھی ہو گا شادی کے بعد ہی دیکھا جائے گا۔ہائے اللہ...... اچھا لڑکا ہو پلیز...... میں نے دعا کی تھی اس وقت......

''سمن جلدی باہر آؤ۔''سحر بھابھی نے دروازے پہ دستک دیتے ہوئے کہا۔

میں نے چارو ناچار دروازہ کھول دیا تھا۔ ''کیا ہوا بھابھی؟'' میں انجان بن گئی جیسے میں نے امی کو مبارک دیتے سنا ہی نہیں تھا۔

''تمہاری ہونے والی ساس کا فون آیا تھا۔ رشتہ پکا ہو گیا ہے تمہارا۔ اللہ تمہیں خوش رکھے میری بہن۔'' بھابھی نے مجھے گلے سے لگاتے ہوئے دعا دی۔ ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔ امی بھی وہیں تھیں۔

''اس میں رونے والی تو کوئی بات نہیں تھی۔''

میں بہت تلخی سے سوچ رہی تھی۔

پھر امی نے مجھے پیار کیا اور وہ بھی رونے لگ گئیں۔

''اچھا بس کر دیں یہ فیملی ڈرامہ۔ لگتا ہے کل سٹار پلس کا کوئی سیریل دیکھ لیا آپ لوگوں نے۔'' میں نے دونوں سے کہا۔ میں ایک بار بھی مسکرائی نہیں تھی۔ مجھے خوشی ہو ہی نہیں رہی تھی۔ مجھے ایسے لگ رہا تھا جیسے میرے ساتھ کوئی زیادتی ہو رہی ہے یا کم از کم زبردستی تو ہو رہی ہے۔

''تم عجیب لڑکی ہو۔'' بھابھی نے میرے سر پہ ہلکی سی چپت لگاتے ہوئے کہا۔ میں نے نظریں پھیر لیں۔ امی کچن میں کچھ میٹھا بنانے چلی گئیں۔ گھر کے مردوں کو ابھی بتانا باقی تھا۔ یقیناً وہ بھی بہت خوش ہوں گے کہ میں اب دلہن بن کر کسی کے گھر جانے لگی ہوں۔ سب ہی خوش تھے......پر وہ نہیں...... جس کے ساتھ یہ سب ہو رہا تھا......

میں نے کمرے میں آ کر اپنی دوست کو میسج کیا۔

''بھابھی مجھے کہتی ہیں میں عجیب لڑکی ہوں۔''

اس کا جواب ابھی نہیں آیا تھا۔

میں بیڈ پہ چت لیٹی چھت کو گھورنے لگی۔ میں سوچنے لگی تھی کہ اب میں یہاں سے چلی جاؤں گی۔ زندگی ایک نئے سرے سے شروع ہو گی۔ ایک نیا گھر ہو گا۔ نئے لوگ ہوں گے۔ ایک لڑکا اب میرا جیون ساتھی ہو گا۔ پتا نہیں ساس کیسی ہو گی؟ مجھے تو اس کا تعریفیں کرنا نہیں بھول رہا تھا۔ اللہ جانے اندر سے کیسی ہو گی اب۔ مجھے تو ٹینشن ہی لگ گئی تھی۔ روک ٹوک اور نقص نکالے جائیں گے۔ میرے ہر کام کو غلط کہا جائے گا۔ محلے کی عورتوں سے میری برائیاں کریں گی۔ اللہ...... مجھے نہیں کرنی شادی......

☆☆☆☆☆

لڑکی والے میرے گھر آئے تھے۔ ان کے ابا حضور نے میرے سے وہ وہ سوال کیے کہ میں کیا بتاؤں؟ پہلا سوال تو میری کمائی کے بارے میں ہی تھا۔

''کتنا کما لیتے ہو؟'' میں جانتا تھا یہ سوال وہ مجھ سے پوچھے بغیر یہاں سے نہیں جائیں گے۔

''اللہ کا شکر ہے انکل اتنا کما لیتا ہوں کہ ایک اچھی زندگی گزاری جا سکے۔''میں نے بھی جنرل سا جواب دیا تھا۔ میری تنخواہ اچھی تھی اور میری ہر چیز اس میں پوری ہونے کے علاوہ بھی پیسے بچ جاتے تھے۔ میں نے اس تنخواہ سے کافی کچھ بنایا بھی تھا اور کافی جوڑ کر بھی رکھے تھے۔ میں فضول خرچ نہیں ہوں۔

''ہاں لیکن پھر بھی کتنا کما لیتے ہو؟''انکل اب کیا جاننا چاہ رہے تھے۔ میں اب انہیں یہ بتاتا کہ آپ کی بیٹی جتنی بھی بگڑی ہوئی ہوگی اس کے خرچے اٹھا لوں گا؟ اور کیا کہتا میں؟ مجھے تو غصہ ہی آرہا تھا۔

''انکل مجھے ایسے اچھا نہیں لگتا کسی کو اپنی تنخواہ بتانا۔ اللہ کا شکر ہے اچھی تنخواہ ہے۔''میں نے اس بار بھی اپنی تنخواہ نہیں بتائی تھی۔ جب میں کہہ رہا ہوں کہ اچھی ہے تو اچھی ہی ہوگی۔ ویسے بھی مرد اگر اپنی تنخواہ سے مطمئن نہ ہو تو وہ دوسری جگہ نوکری تلاش کرتا ہے۔ میں مطمئن تھا۔ میں نے کسی دوسری جگہ نوکری تلاش نہیں کی تھی۔ مجھے سخت زہر لگتا ہے مرد سے اس کی تنخواہ پوچھنا۔ چلو اگر میں ایک لاکھ بتا دیتا تو کیا انکل کو اندرونی سکون مل جاتا؟ اور اگر انکل کی بگڑی ہوئی اولاد اس ایک لاکھ کی قدر نہ کرتی تو میرے اندرونی سکون کا کیا؟ کوئی اس بارے میں نہیں سوچتا کہ بیٹی کو بھی سکھانا چاہئے کہ شوہر کی کمائیوں کو ایسے لٹا نہیں دیتے۔ سب کہتے ہیں شوہر کی کمائی ہوتی ہی بیوی کے لیے ہے تو وہ جیسے چاہے خرچ کرے۔ اب اس جیسے چاہے خرچ میں جب بیوی فضول جگہوں پہ پیسے ضائع کرتی ہے تو شوہر کو اتنی محنت کرنے پہ دلی دکھ ہوتا ہے۔ جب بیٹے کو یہ سکھا دیا کہ کمائی بیوی پہ لگاؤ تو بیٹی کو بھی یہ سکھاؤ کہ شوہر کی کمائی ضائع نہ کرے۔

مجھے تو سوچ سوچ کہ حیرت ہو رہی تھی کہ جس طرح انکل بار بار مجھ سے اگلوانا چاہ رہے ہیں تو ان کی بیٹی کتنی شاہ خرچ ہوگی؟ ظاہر ہے تنخواہ کا وہ اپنی بیٹی کے لیے ہی پوچھ رہے تھے۔ پتا چلے کل کو میری جمع پونجی بھی فضولیات میں لگائی ہو۔ میں تو ہرگز برداشت نہیں کروں گا۔ میں محنت سے کماتا ہوں۔

''چلو اچھی بات ہے۔ اللہ برکت دے۔''انکل نے ہار مان لی تھی اور میں نے شکر ادا کیا تھا۔ اگر انکل پہلے ہی یہ برکت والی بات کر دیتے تو کیا جاتا ان کا؟

''آمین۔''میں نے سانس خارج کرتے ہوئے کہا۔

انکل کے علاوہ لڑکی کا بھائی، بھابھی اور امی بھی آئے تھے۔ بھابھی اور امی تو میرے گھر کی عورتوں کے ساتھ محوِ گفتگو رہیں۔ وہ اپنی بیٹی کی تعریفیں کر رہی تھیں اور میری امی اپنے بیٹے کی۔ میں تو سوچ رہا تھا کہ یہ تو شادی کے بعد ہی پتا چلے گا کہ کون کیسا ہے تو اب اتنی تعریفوں کے پُل باندھنے کا کیا فائدہ؟

تھوڑی دیر بعد کھانا کھایا گیا۔اس کے بھائی نے پہلی بار مجھ سے میری جاب کے بارے میں پوچھا تھا۔پہلے وہ فرقان بھائی سے باتوں میں مشغول رہا۔ان کی آپس میں کوئی جان پہچان نکل آئی تھی۔

''اچھا جا رہا ہے کام۔'' میں نے مختصر جواب دیا۔اس کے بعد ہمارے درمیان چند ایک مکالمات کا تبادلہ ہوا تھا۔

لڑکوں کا رشتہ دیکھنے جاؤ تو سارے سوال اس سے جڑے پیسوں کے بارے میں ہی ہوتے ہیں اور لڑکی کا رشتہ دیکھنے جاؤ تو اس کے کھانے پکانے کی صلاحیتوں کے بارے میں۔رشتہ کم اور ایک دوسرے کی صلاحیتوں کا امتحان زیادہ ہوتا ہے۔عجیب دنیا ہے۔

کھانے کے بعد وہ چائے کے لیے رکے اور پھر وہ چلے گئے۔جاتے ہوئے مجھے انکل نے پانچ ہزار کا نوٹ تھمایا تھا۔یوں جیسے پلاٹ کا بیانہ جمع کروا دیا ہو کہ اب یہ کسی اور کو نہ بیچا جائے۔مجھے ایسے ہی محسوس ہو رہا تھا۔

خیر وہ خوش ہو کر گئے تھے۔میں اور میرے سے جڑا پیسہ انہیں پسند آ گیا تھا۔گھر بار بھی وہ دیکھ رہے تھے۔کوئی بہت امیر نہ سہی لیکن اچھا گھر تھا ہمارا۔انکار والی کوئی بات ہی نہیں تھی۔دس میں سے دس نمبر ہی ملے تھے مجھے۔

☆☆☆☆☆

''میں عجیب لڑکی ہوں؟ تم بھی یہ کہہ رہی ہو؟'' اس دن میری دوست میرے گھر آئی تھی۔میں اور وہ میرے کمرے میں ہی تھیں۔گفتگو کا موضوع میرا رشتہ ہی تھا۔

''ہاں میں بھی ایسا کہہ رہی ہوں۔'' اس نے اپنی بات دہرائی۔مجھے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ میری طرف ہے یا دوسری طرف؟

''مجھے تو نہیں لگتا کچھ بھی عجیب۔یہ سب تو نارمل باتیں ہیں۔'' میں نے اپنی صفائی میں کہا۔

''لیکن اتنا نارمل بھی نہیں ہے۔عجیب ہو تم یار۔ان دنوں میں تو لڑکیاں بس اپنی شادی کا ذکر کرتی رہتی ہیں۔خواب دیکھتی ہیں اور سوچتی رہتی ہیں کہ شادی کے بعد ایسے ہو گا ویسے ہو گا۔میرا شوہر ایسے ہو گا۔بچے گھر بار وغیرہ بس۔تم پتا نہیں کیا چیز ہو۔'' وہ ناراض ہو رہی تھی۔میری باتیں عجیب ہی تھیں۔

''میں خواب نہیں دیکھتی۔میں حقیقت میں رہنا پسند کرتی ہوں۔میں جانتی ہوں ناں کہ یہی سب ہو گا شادی کے بعد تو اسی لیے میں پہلے ہی اپنا ذہن بنا رہی ہوں۔'' میں نے کہا۔

''بس کر دو سمن۔یہ بعد کی باتیں ہیں اور یہ دن جواب تمہارے ہیں یہ اچھی باتیں سوچنے کے دن ہیں۔تم سوچو کہ تم اپنے شوہر سے ساری باتیں کیا کرو گی۔اس کے ساتھ باہر گھومنے جایا کرو گی۔وغیرہ وغیرہ۔'' اس نے کہا۔

''مگر......''

''آجاؤ تم دونوں چائے بن گئی ہے۔'' میں کچھ بولنے ہی لگی تھی کہ سحر بھابھی نے آ کر کہا۔

''آئے بھابھی۔'' اس نے بھابھی کو جواب دیا۔ ''اب بس کرو اور اچھا اچھا سوچو۔ قسم سے میری منگنی ہوئی ہوتی تو میں تو بس سارا سارا دن یہی سوچتی رہتی کہ میں اور میرا شوہر کہاں کہاں گھومنے جائیں گے۔ تم پتا نہیں کیا ہو۔ چلو اب باہر۔''

پھر ہم باہر آ گئے۔ چائے کے دوران بھی میں اس کی باتوں پہ غور کرتی رہی۔ بھابھی اور وہ میری شادی کے ڈریس کوڈز کے بارے میں باتیں کرنے لگیں اور مجھے دیکھو...... جس کی شادی ہے اسے اپنے کپڑوں کی ہوش ہی نہیں ہے۔

پھر وہ گھر چلی گئی اور میں کمرے میں آ گئی۔ میں تب سے یہی سوچ رہی تھی کہ اب کیا اچھا سوچوں؟ میں نے ہر جگہ دیکھا ہی یہی ہے۔ ہر ڈرامے میں یہی ہوتا آ رہا ہے۔ کچھ اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ چلو شوہر اچھا ہو بھی گیا تو کیا باقی سسرال والے بھی اتنے ہی اچھے ہوں گے؟ کیا ساس میری برائیاں نہیں کرے گی؟ کیا نندیں مجھے طعنے نہیں دیں گی کہ میں نے ان کے بھائی کو ان سے چھین لیا ہے؟ کیا عذاب ہے؟

''اور اگر ایسا نہ ہوا تو؟''

میرے دل میں اچانک یہ آیا اور یہی وہ لمحہ تھا جب میں نے اپنی شادی کے حوالے سے اچھا اچھا سوچنا شروع کر دیا تھا۔ میں نے سوچ لیا تھا کہ میں اور میرا شوہر سب سے پہلے کہاں سیر کرنے جائیں گے۔ میں اس کے ساتھ شاپنگ پہ جایا کروں گی اور واپسی پہ ہم آئس کریم بھی کھایا کریں گے۔ مجھے لگ رہا تھا کہ صرف سوچنے سے ہی یہ سب ہو جائے گا۔ کاش...... کاش ایسا ہی ہوتا......

☆☆☆☆☆

امی نے انہیں فون کر کے اپنی طرف سے ہاں کہہ دیا تھا اور آگے سے وہ بھی جیسے اس فون کے ہی انتظار میں تھے۔ کیا ضرورت تھی اتنی جلدی ہاں کرنے کی؟ بندہ صبر بھی کر لیتا ہے۔ اور پتا نہیں ان کی بگڑی ہوئی بیٹی کیسی تھی جس کو وہ اتنی جلدی اپنے گلے سے اتار کر میرے گلے میں پھینکنا چاہتے تھے۔ کیا تھا اگر وہ انکار کر دیتی؟ سارا ملبہ اب مجھ پہ گرنے والا تھا۔ مجھے ٹینشن ہو رہی تھی۔

میں گھر آیا تو امی نے مجھے یہ خبر...... ان کے مطابق خوش خبری دی تھی۔

''مبارک ہو بیٹا۔'' امی نے خوش ہوتے ہوئے میرے گال پہ پیار کیا۔

''آپ کو ہی مبارک ہو۔'' میں برے دل کے ساتھ کہتا ہوا اندر چلا گیا۔ اتنی جلدی سب ہو رہا تھا۔

کمرہ بند کرنے کے بعد میں نہانے چلا گیا اور واپس آیا تو دروازے پہ دستک ہوئی۔ وہ فرقان بھائی تھے۔ وہ بات کرنے آئے تھے تو ہم دونوں بیڈ پہ بیٹھ گئے۔

''زمان آخر کیا ایشو ہے؟ تم مجھے بتا سکتے ہو۔'' انہوں نے آگے بڑھ کر میرے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں فرقان بھائی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔''میں نے نظریں نیچی کر لیں۔

''تو پھر؟ تم ایسے کیوں کرتے ہو؟ کیا ہم تمہارے لیے کوئی غلط فیصلہ کریں گے؟''وہ بولے۔

''میں نے ایسا نہیں کہا فرقان بھائی۔''میرے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

''تم جانتے ہو شادی کرنا کتنا ضروری ہے۔اللہ نے اسے ہماری ضرورت اور ہماری زندگی کا حصہ بنایا ہے۔ہم اس چیز سے انکار نہیں کر سکتے۔شادی کے بعد تم ایک اچھی زندگی گزارو گے۔ضروری نہیں ہوتا کہ لڑکی آئے گی تو تمہاری زندگی میں مسائل بڑھیں گے بلکہ جب کوئی مسئلہ آئے گا تو تم دونوں مل بیٹھ کر اس کا حل نکالو گے۔اچھی بیوی سے بہتر کوئی اچھا مشورہ نہیں دیتا۔وہ لڑکی پڑھی لکھی ہے اور اچھی ہے۔کیا ہم تمہارے لیے کسی غلط چیز کا انتخاب کریں گے؟''فرقان بھائی کا لہجہ نرم تھا۔

''آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔''

''تم اب چھوٹے نہیں ہو۔شادی تمہاری ضرورت ہے اور شادی کر کے تم ایک گھر بسانے جا رہے ہو۔اللہ نے تمہیں اتنا مضبوط بنایا ہے کہ تم ایک گھر چلا سکو۔ایک لڑکی کی ذمہ داری سنبھال سکو۔امی تمہارا یہ رویہ دیکھتی ہیں تو پریشان ہو جاتی ہیں۔تم خوش رہو گے شادی کر کے۔کوئی تم سے تمہاری آزادی نہیں چھینے گا۔''انہوں نے میرے کندھے کو تھپکا۔میں نظریں نہ اٹھا پایا۔

''اچھا ٹھیک ہے میں خود کو بدلوں گا۔آپ امی سے کہیں کہ پریشان نہ ہوں۔میں دل سے راضی ہوں۔''میں نے انہیں کہا تو انہوں نے مجھے گلے لگایا۔میں تو شرمندہ ہی ہو گیا۔

''اللہ خوش رکھے تمہیں۔''وہ کہہ کر باہر چلے گئے۔

اس رات میں نے اپنی سوچ بدلی اور شادی کے لیے پہلے خود کو تیار کیا۔مجھے پتا تھا کہ شادی کیے بغیر میرا گزارا نہیں ہے۔میں شادی کی اہمیت بھی جانتا تھا لیکن پھر بھی میرے دل میں عجیب باتیں جنم لیتی تھیں۔

''میری ایک بیوی ہو گی۔وہ خوبصورت لڑکی ہے۔ہماری جوڑی اچھی لگے گی۔وہ میرے دکھ سکھ کی ساتھی ہو گی اور میں اس کا ہم سفر بنوں گا۔میں اس سے اپنے دل کی ہر بات کیا کروں گا اور وہ مجھے اپنے دل کی باتیں بتایا کرے گی۔''

میں نے یہ ساری باتیں سوچی تھیں۔مجھے معلوم ہوتا تو میں یہ کبھی نہ سوچتا۔اچھا ہی ہوتا میں اپنے دل میں ایسی باتوں کو جگہ نہ دیتا جس کا انجام اچھا نہیں تھا۔جو میں نے سوچا تھا ویسا کچھ بھی نہیں ہوا بلکہ سب اس کے برعکس ہوا۔مجھے خوبصورت بیوی تو مل گئی مگر وہ میرے دکھ سکھ کی ساتھی نہ بن سکی۔آہ......افسوس......

☆☆☆☆☆

میں نے اپنے دل کو اچھی طرح سمجھا لیا تھا کہ اب میں اپنی شادی تک ایسی کوئی بھی بات نہیں کروں گی جس سے میرے گھر والوں کو برا لگے۔ میں نے خواب بننا بھی شروع کر دیا تھا۔

''تمہاری شادی کی تاریخ رکھنے آ رہے ہیں وہ لوگ۔ امی بتا رہی تھیں کہ دو دن بعد کا پلان ہے۔ مجھے تو جان کر بہت خوشی ہوئی ہے۔ قسم سے اتنے اچھے لوگ ہیں اور لڑکا بھی کافی ہینڈسم ہے۔ اچھے لگو گے تم دونوں ساتھ۔'' سحر بھابھی نے پرجوش انداز میں مجھے بتایا۔ میں ان کے سامنے شرما گئی جبکہ میرا دل مجھے کچھ اور کہہ رہا تھا۔ کیا مجھے بتانے کی ضرورت ہے یا رہنے دوں؟ اچھا بتا دیتی ہوں تاکہ کوئی غلط نہ سمجھے۔

میرا دل کہہ رہا تھا کہ شادی سے پہلے تو سارے ہی اچھے بنتے ہیں۔ اصلیت تو وہ شادی کے بعد دکھاتے ہیں۔ ساس، امی سے جلاد بن جاتی ہیں اور نند، بہن سے دشمن...... اچھا معاف کرنا۔ میں نے یہ سب سحر بھابھی کو نہیں کہا تھا۔ میں ان کے سامنے ایسے ہی جتا رہی تھی جیسے میرے دل میں ایسی کوئی بات ہے ہی نہیں۔

''تمہیں تصویر دکھاؤں لڑکے کی؟'' بھابھی نے میرے شرمانے کو ہی میرا جواب سمجھا اور اگلی بات کر دی۔

''نہیں رہنے دیں۔ آپ سب نے اتنی تعریفیں کر دی ہیں تو اب مجھے سسپنس میں ہی رہنے دیں۔ میں خود جا کر دیکھ لوں گی وہ کتنا ہینڈسم ہے۔'' آخری بات گو کہ میں نے طنز کیا تھا لیکن میرا لہجہ خوشگوار تھا۔

''ہاں چلو یہ بھی اچھا ہے۔'' بھابھی نے کہا۔ ''ایسا کرتے ہیں تمہارے لیے ایک اچھا سا جوڑا لے کر آتے ہیں۔ سسرال والے آئیں تو نیا جوڑا پہننا۔ جب میری ڈیٹ فکس کرنے آئے تھے تم سب تو میں نے بھی اس دن نیا جوڑا پہنا تھا۔''

''نہیں نہیں۔ اتنے تو پڑے ہیں میرے پاس۔ میں انہی میں سے کچھ پہن لوں گی۔'' اب مجھے بھابھی کی طرح اتنی خوشیاں نہیں تھیں کہ میں نیا جوڑا بنواؤں۔

''سمن کیا کرتی ہو۔ یہ دن تو خوشیوں کے ہیں۔ تم ایسے ہر بات سے انکار نہ کیا کرو۔'' خوشیوں والی کا انہیں کیسے اندازہ ہوا تھا؟ وہ مجھے طنز کر رہی تھیں کیا؟ نہیں نہیں۔ میں نے تو ایسی کوئی بات کی ہی نہیں تھی۔

''نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ میں خوش ہوں۔'' میں نے یہ ان سے زیادہ خود کو کہا تھا۔ ''ابھی شادی کے لیے بھی تو اتنے جوڑے بننے ہیں تو میں بس اسی لیے کہہ رہی تھی۔'' ایک اور دلیل......

''چلو جیسی تمہاری مرضی۔'' بھابھی نے ہار مانتے ہوئے کہا۔

اتنے میں امی حضور ہاتھ میں مٹھائی کی پلیٹ پکڑے کمرے میں آ گئی تھیں۔

''منہ میٹھا کرو۔ شادی کی تاریخ رکھنے آ رہے ہیں وہ لوگ۔'' امی نے بھابھی کو رس گلا کھلاتے ہوئے کہا۔

''آپ کی بہو نے پہلے ہی مجھ تک یہ خبر پہنچا دی ہے۔''میں نے بظاہر مسکراتے ہوئے کہا۔امی کی خوشی کو میں پریشانی میں بدلنے کے حق میں نہیں تھی۔کم از کم اب تو نہیں......

''یہ تو بہت اچھی بات ہے۔یہ لو تم بھی کھاؤ۔''امی نے مجھے مٹھائی کھلائی جو میں نے بس تھوڑی سی کھائی۔زیادہ خوشیاں اور زیادہ میٹھا صحت کے لیے نقصان دہ ہے۔

''میں تو کہتی ہوں ایک بار پھر پارلر کا چکر لگا آؤ۔جس دن وہ آئیں تو پارٹی میک اپ کروا لینا۔''امی نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

''توبہ کریں امی۔ابھی پچھلے ہفتے تو گئی تھی پارلر۔اور آپ تو ایسے کہہ رہی ہیں جیسے خدانخواستہ میری سکن میں کوئی مسئلہ ہے۔پارٹی میک اپ بھی نہیں کرواؤں گی کیونکہ اس دن تاریخ رکھی جائے گی میرا ولیمہ نہیں ہوگا۔''میں نے قدرے تلخ لہجے میں جواب دیا تو بھابھی ہنسنے لگیں۔اچھا ہی ہوا وہ ہنس دی تھیں ورنہ میں تو پھر سے کوئی ایسی ویسی بات کرنے لگی تھی۔

''اچھا اچھا ناراض مت ہو۔ہلکا سا خود ہی کر لینا۔''امی نے کہا۔وہ جانتی تھیں کہ یہ بات اب مجھے غصہ دلائے گی۔

''تو پیاری امی جان یہ بات آپ پہلے ہی کر دیتیں۔میں جا رہی ہوں اب سونے۔آپ دونوں ایک دوسرے کو شوگر کروائیں جس حساب سے آپ لوگ مٹھائیاں کھا رہی ہیں۔''میں نے بیڈ کی طرف رخ کرتے ہوئے کہا۔

''کتنی لمبی زبان ہے تمہاری سمن۔اللہ نہ کرے ہمیں شوگر ہو۔''

''تو پھر شوگر کو آپ ہو جائیں۔اچھا جائیں بھی، مجھے نیند آ رہی ہے۔''میں نے بھابھی کو جواب دیتے ہوئے کہا۔وہ دونوں کمرے سے چلی گئیں اور عقب میں، مجھے اور میرے دل کی تلخ باتوں کو ایک دوسرے کے سپرد کر گئیں۔

میں نے اپنی دوست کو میسج کیا اور اسے سارا ماجرہ بتایا۔

''ہائے سچی؟ کتنی خوشی کی بات ہے۔کیا پہنو گی؟ مجھے ضرور بلانا۔میں بھی آؤں گی اس دن۔میرے پاس ایک نیا سوٹ ہے میں وہ پہن کر آؤں گی۔''اس کا جواب آیا تھا۔

''مجھ سے زیادہ تو تم خوش ہو رہی ہو۔''میں نے اسے جواب دیا اور ساتھ میں آنکھیں اوپر کرنے والا ایموجی بھی بھیجا۔

''ہاں تو خوشی کی خبر سن کر اور کیا میں رونے لگ جاؤں؟''اس نے کہا۔

''نہیں ایسا نہیں ہے۔''میرے پاس اپنی بات کا اب کوئی اور جواب نہیں تھا۔''اور نیا سوٹ کیوں پہن کر آ رہی ہو؟ میرا کوئی دیور نہیں ہے جسے تم پسند آ جاؤ۔''اس وقت مجھے احساس ہوا کہ میں نے واقعی شادی کو دل سے قبول کر لیا تھا۔میں نے اپنے کسی سسرالی رشتے کا ذکر کیا تھا۔

''تمہاری نند کا کوئی دیور رہتا ہوگا۔ہو سکتا ہے اسے آ جاؤں۔''

میرے علاوہ سب کو بہت خوشیاں تھیں۔ میں نے شاید خود ہی خود کو خوشی محسوس کرنے سے دور رکھا ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆

ڈیٹ فکس کے بعد بس گھر میں ہر طرف میری شادی کی تیاریاں شروع ہو چکی تھیں۔ امی، آپی اور بھابھی آئے دن بازار جاتی رہتیں اور میری ہونے والی بیگم کے لیے کوئی نہ کوئی چیز لاتی رہتیں۔ سوٹ اور زیورات وغیرہ۔ میں جب آفس سے آتا تو وہ میرے سامنے سامان کھول کر بیٹھ جاتیں اور مجھے سارا کچھ دکھاتیں۔

''یہ کلر تمہاری بیگم پہ اتنا جچے گا کہ نظریں نہیں ہٹیں گی۔'' امی نے ایک جامنی رنگ کا کام دار جوڑا مجھے دکھاتے ہوئے کہا۔ وہ سوٹ مجھے بھی بہت پسند آیا تھا اور میرے دل میں جنم لیتے خیالات میں یہ بات بھی تھی کہ شادی کے بعد میں کالی شلوار قمیض پہنوں گا اور وہ یہ سوٹ پہنے گی تو ہم دونوں اچھے لگیں گے۔ میرے دل نے شادی کو قبول کر لیا تھا۔ امی کو اس بات سے بے حد خوشی تھی۔ فرقان بھائی کا لیکچر مجھ پہ اثر کر چکا تھا۔

''امی رہنے دیں۔ صرف یہ ہی رنگ نہیں بلکہ اس پہ تو ہر رنگ ہی جچے گا۔'' بھابھی نے امی کی بات کی نفی کرتے ہوئے کہا۔

''ایسی کون سی حُسن کی دیوی پسند کر لائے ہیں آپ لوگ میرے لیے؟'' میں نے حیرت سے پوچھا کیونکہ وہ تو ہر بار ہی اس کی خوبصورتی کا ذکر کیا کرتی تھیں۔

''دیوی سے کم نہیں ہے وہ۔ میں نے تو جب اسے پہلی بار دیکھا تھا تو ہی سوچ لیا تھا کہ اپنے زمان کے لیے بس اسے ہی چنوں گی۔ کتنے اچھے لگو گے تم دونوں ساتھ میں۔ صدقے جاؤں میرا بچہ۔'' امی نے آگے بڑھ کر میرا ماتھا چومتے ہوئے کہا۔ کیا تھا اگر میں پہلے ہی مان جاتا شادی کے لیے۔ امی کو اتنی پریشانی نہ جھیلنی پڑتی۔ اس بات کا مجھے زیادہ افسوس تھا۔

''ان شاءاللہ۔'' آپی نے بھی میرے کندھے پہ تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

''پر دیکھ لو زمان۔ جتنی مرضی پیاری ہو۔ میرے ساتھ کام کرنا ہی ہو گا اسے۔ یہ نا ہو کہ تم بعد میں اپنی بیگم کو گھر کے کاموں سے منع کر دو کہ اس کا حسن نہ متاثر ہو۔'' بھابھی نے مجھے تنگ کرتے ہوئے کہا تو ہم سب ہنس دیے۔ ان سب میں میری ہنسی کچھ مصنوعی سی تھی۔ میں اب اتنا پاگل نہیں تھا کہ ایک لڑکی کا حسن مجھے اس حد تک متاثر کرے۔ میرے لیے باقی لوگ بھی اہمیت رکھتے تھے۔ دوسری بات یہ کہ میرے گھر والے آپس میں بہت محبت سے رہتے ہیں۔ امی اور آپی نے کبھی فرقان بھائی کی بیوی کے ساتھ جھگڑا نہیں کیا اور نہ ہی انہوں نے۔ سب ایک دوسرے کی عزت کرنا بخوبی جانتے ہیں۔ وہ لڑکی آئے گی تو اسے بھی سب کی عزت کرنی ہو گی اور گھر کے سارے کام کرنے ہوں گے۔ اگر وہ بگڑی ہوئی اولاد نہ ہوئی تو...... تو ہی ایسا ہو سکتا ہے......

''اللہ خیر کرے۔ کیوں نہیں کرے گی وہ کام۔ یہ گھر اس کا بھی تو ہوگا اور اپنے گھر کے کام کرنا تو عورت کو خوش کرتا ہے۔''

امی نے کہا۔ ان کے لہجے میں میری منگیتر کے لیے بہت محبت تھی۔ میں حیران ہو رہا تھا کہ امی کا دل کتنا بڑا ہے۔ وہ اپنے گھر کو اب اپنی بہو کا گھر کہہ رہی تھیں۔ آج کل کے زمانے میں ایسی سوچ تو مفقود ہی ہوتی جا رہی ہے۔

پھر امی لوگ اپنی باتیں کرنے لگے اور میں اپنے کمرے میں آ گیا تھا۔ اس سوٹ کو لے کر میں نے ایک بار پھر سے سوچنا شروع کر دیا تھا۔ ابھی میں نے اس لڑکی کو دیکھا نہیں تھا لیکن جتنی میں نے اس کی تعریفیں سن لی تھیں میں اسے ایک حسین لڑکی تصور تو کر ہی سکتا تھا۔ کاش وہ صرف شکل سے حسین ہونے کی بجائے، سیرت سے بھی حسین ہوتی۔ کاش......

☆☆☆☆☆

پتا ہی نہیں چلا کب دو ماہ گزر گئے اور میں سب گھر والوں سے مل کر پار لر آ گئی تھی۔ بارات کا جوڑا سرخ رنگ کا تھا۔ میں نے خود پسند کیا تھا۔ کپڑے جوتے اور فرنیچر ہر چیز میں خود پسند کر کے آئی تھی۔ شادی کی ہر چیز میری پسند کی تھی پر...... دولہا...... شاید وہ مجھے پسند نہ آتا۔ شاید...... یا...... یقیناً؟

بیوٹیشن مجھے تیار کر رہی تھی۔ میں خود کو آئینے میں دیکھتی جا رہی تھی۔ میرے پاس کچھ اور کرنے کو تھا نہیں۔ پھر ایک دوسری لڑکی نے میرے بال بنانا شروع کر دیے۔ ایک لڑکی میرے ہاتھوں پہ نیل پالش لگانے لگی۔ ایک نے میرے پاؤں کے ناخنوں کو رنگنا شروع کر دیا۔ اور میں بس انہیں دیکھتی جا رہی تھی کہ یہ سب کیا کر رہے ہیں؟ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ میں کیوں ادھر بیٹھی ہوں اور کیوں مجھے سجایا جا رہا ہے؟ میری آنکھوں میں نمی آنے سے قبل ہی میں نے صاف کر لی تھی۔ میں سمن...... ایک لڑکی...... آج ادھر بیٹھی...... ایک غیر مرد کے لیے تیار ہو رہی ہوں؟ نہ میں اسے جانتی ہوں نہ پہچانتی ہوں اور آج میں اس کے لیے خود کو تیار کر رہی ہوں؟ وہ کون ہے؟ میرا کیا لگتا ہے؟ میں کیسے کسی کے لیے خود کو تیار کر سکتی ہوں؟ ایک انجان مرد...... چند لمحات بعد میرا محرم بن جائے گا۔ مجھے اس کے ساتھ رہنا ہوگا۔ میری تیاری اس کے لیے جائز ہو جائے گی۔ میں بنی سنوری اس کے لیے حلال ہو جاؤں گی اور وہ میرے لیے...... پر...... میرا دل...... اس کا کیا؟ میں اپنے دل کو کیسے سمجھاؤں؟ کیسے بتاؤں اسے کہ...... کہ میرا محرم وہ نہیں ہے جس کی میں نے خواہش کی تھی...... وہ تو کوئی انجان مرد ہے...... کوئی غیر شناسا انسان......

آج میں نے اسے بہت دیر بعد یاد کیا ہے۔ وہ میرے دل میں بستا تھا اور میں اس کے دل کی ملکہ تھی۔ میں نے اسے بہت محبت دی تھی مگر وہ میرے نصیب میں نہیں تھا۔ وہ مجھ سے دور ہو گیا تھا اور میں اس سے دور کر دی گئی تھی۔ ہم جدا ہو گئے تھے۔ میں نے اسے اپنے دل سے نکال تو دیا تھا کیونکہ اس کی شادی ہو گئی تھی مگر آج جب میں ایک غیر کے لیے تیار ہو رہی ہوں تو مجھے اس کی بہت

شدت سے یاد آ رہی ہے۔ وہ کہاں ہوگا؟ میں نہیں جانتی اور نہ میں یہ جانتی ہوں کہ وہ خوش ہوگا یا نہیں؟ میرا اس سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔ اتنے عرصے سے میں نے اسے یاد نہیں کیا لیکن آج وہ مجھے بہت یاد آ رہا ہے۔ میں چاہ کر بھی اپنا ذہن ہٹا نہیں پا رہی۔

''مس سمن، آپ کے بھائی آ گئے ہیں۔''

مجھے پتا ہی نہیں چلا کہ کب میں تیار ہو گئی۔ ایک لڑکی نے آ کر میرا نام پکارا تو مجھے احساس ہوا۔ میں نے اٹھنے سے قبل ایک نظر خود کو دیکھا۔ میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ سرخ رنگ کے جوڑے نے میری خوبصورتی کو بڑھا دیا تھا۔ میں دیکھ رہی تھی کہ مجھے روپ کیوں آیا ہے؟ ایک لڑکی کو غیر مرد کے لیے سجایا جائے تو اسے روپ کیوں آئے؟ میرا دماغ بس یہی سب سوچ رہا تھا۔

میں پارلر سے ہوٹل جا رہی تھی۔

☆☆☆☆☆

چٹ منگنی پٹ بیاہ کی کہاوت پہ عمل ہوتے میں نے اپنے ہی معاملے میں دیکھا تھا۔ ایک دن میں رشتہ پکا ہوا اور بس ایسے ہی ڈیڑھ، دو ماہ بعد میں آج اپنے دوستوں کے ساتھ ایک سلون میں بیٹھا ہوں تاکہ مجھے تیار کیا جائے اور میں ایک دولہا بن کر یہاں سے نکلوں۔ میری شیروانی کا رنگ سفید ہے۔ مجھے کسی نے کہا کہ دلہن کے سرخ رنگ کا جوڑا اور دلہے کی سفید شیروانی ان دونوں کا حسن بڑھا دیتی ہے۔ مجھے کیا کرنا تھا اس حسن کا؟ مجھے تو کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔

اگر وہ نہیں تو کوئی بھی ہو۔

وہ کون...... وہ جس سے میں نے محبت کی تھی...... جسے میں نے اپنا سمجھا تھا...... اسے پانے کے لیے میں نے دعا کی تھی...... میں نے اس سے بات بھی کی تھی لیکن...... لیکن وہ پہلے ہی کسی کے نام سے منسوب تھی...... اسے چاہئے تھا کہ وہ خود کو ڈھانپ کر رکھتی...... تاکہ...... تاکہ میرے جیسا کوئی اور انسان بھی اس کے عشق میں گرفتار نہ ہوتا...... اب وہ کسی اور کی امانت تھی...... اور میرا دل...... میرا دل آج اسے یاد کر کے بہت اداس تھا...... اس کے بارے میں سوچ کر میری آنکھوں میں اداسی چھا گئی تھی...... میں نے اپنے وجود کو بے بس ہوتے دیکھا تھا...... اور آج...... آج میں کسی غیر لڑکی کو اپنی دلہن بنانے جا رہا تھا...... وہ جسے میں جانتا تھا نہ پہچانتا تھا...... میرے گھر والے راضی تھے تو مجھے بھی راضی ہونا پڑا...... ویسے بھی کیا فرق پڑتا ہے اب اس سے...... وہ ہوتی تو میں خوش بھی ہوتا...... اور اب وہ نہیں ہے تو میں ویران ہوں...... ویران......

''زمان صاحب اب شیروانی پہن کے دکھا دو۔'' میرے دوست نے مجھے آواز دی تو میں اس اپسرا کے خیالوں سے باہر آیا۔ میں اپنی سوچ کے بدلتے زاویے دیکھ کر حیران ہو رہا تھا کہ اتنے عرصے بعد مجھے وہ یاد آئی ہے۔ کافی سال بیت چکے ہیں اس محبت کو پر کہیں نہ کہیں آج بھی میرے دل میں اس محبت کی ایک کلی موجود ہے۔

میں نے شیروانی پہن لی اور پھر کُلا، جس نے مجھے دلہا بنا دیا تھا۔ میں اچھا لگ رہا تھا۔ مجھے یقین نہیں آرہا تھا کہ میں ایک غیر لڑکی کے لیے خود کو اچھا بنا کر پیش کرنے لگا ہوں۔ میں تیار ہی کیوں ہوا؟ کس لیے......اور کس کے لیے......؟

ہم گاڑی میں بیٹھ گئے۔ میری سہرا بندی ابھی باقی تھی۔

☆☆☆☆☆

''کیا آپ کو قبول ہے؟'' وہ میرے سامنے کاغذات کا پلندا لے کر بیٹھے تھے۔ کچھ دعائیں اور آیات پڑھ کر مجھے سنائیں اور مجھے بتایا گیا کہ حق مہر میں میرا کیا مول لگایا ہے۔ پھر مجھ سے پوچھنے لگے کہ کیا مجھے اپنا یہ مول قبول ہے؟

''قبول......ہے۔'' میں نے کانپتے لہجے میں کہا۔ میں اب انکار کیسے کر سکتی تھی؟ مجھے کوئی پرواہ نہیں تھی کہ میرا حق مہر کیا رکھا گیا ہے۔ جب میرا دل ہی نہیں راضی تو میں نے ان چند سونے کی چوڑیوں کے ساتھ کیا کرنا ہے؟

انہوں نے میرے سامنے پین رکھا جسے میں نے اٹھا لیا۔ میرے ہاتھوں میں لغزش تھی۔ وہ مجھے بتانے لگے کہ کہاں کہاں اپنے قبول ہے کہنے کو ثابت کرنا ہے۔ کہاں کہاں یہ مہر لگانی ہے کہ میں نے اپنے لیے ایک لڑکے کو شوہر تسلیم کر لیا ہے۔ کاغذی ہو یا دل سے...... کیا فرق پڑتا ہے؟

میں نے مہر لگا دی۔ چار صفحات پہ میں نے اپنا نام لکھ کر دنیا کو بتا دیا کہ ہاں...... کوئی بھی ہو، اب وہ میرا شوہر ہے۔ میں اب اس کی بیوی ہوں۔ ہم دو غیر محرم اب محرم بن گئے ہیں۔

''مبارک ہو۔'' امی نے مجھے اپنے ساتھ لگا کر مبارک دی۔ ''اللہ نصیب اچھے کرے۔ اللہ کردار اچھا کرے۔ اللہ تم دونوں کو خوش رکھے۔'' امی نے آنکھیں صاف کیں۔ امی نے کردار کی دعا کیوں دی تھی؟ مجھے سمجھ نہیں آئی۔

پھر سب مجھے مبارک دینے لگے کہ تم نے ایک لڑکے کی نوکرانی بننے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ تم نے خود کو مارنے کا فیصلہ کر لیا ہے اس لیے مبارک ہو۔ تم نے خود کو ساس بہو کی لڑائی میں شامل کر لیا ہے تو اس کی مبارک ہو۔ تم نے نندوں کے طعنے قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے تو اس کی مبارک ہو۔ تم نے اپنی زندگی اب ختم کر دی ہے تو اس کی بھی مبارک۔

زندگی ختم...... کیا شادی کر کے زندگی ختم ہو جاتی ہے؟

یا شروع......؟

☆☆☆☆☆

''قبول ہے۔''

سب میرے ارد گرد ایسے جمع تھے جیسے یہاں کوئی عجوبہ بیٹھا ہو۔ سب میرے قبول ہے کا انتظار فرما رہے تھے کیونکہ صبح سے بھوکے لوگوں کو اس کے بعد ہی کچھ کھانے کو ملے گا۔ شادی پہ آنے کا مقصد ہی کھانا ہے۔ انہیں کیا لگے کوئی اس شادی سے خوش ہے بھی یا نہیں؟ وہ تو بس کبھی نہ کھایا ہوا کھانا کھانے آئے ہیں۔

قاری صاحب نے میرے سامنے کچھ کاغذات رکھے اور ایک پین پکڑایا۔ جہاں جہاں وہ مجھے کہتے گئے میں نے اپنے دستخط کر دیے۔ اس کے بعد کچھ اور لوگوں نے بھی گواہ کی حیثیت سے دستخط کیے تاکہ اب کوئی بھی اپنی بات سے پیچھے نہ ہٹے۔

میرا نکاح ہو چکا تھا۔ میں نے اپنے دل کو مار کر ایک دوسری لڑکی کو اپنی منکوحہ بنا لیا تھا۔ کیا فرق پڑتا ہے اگر میرے دل کی مراد پوری نہ ہوئی؟ میں نے دستخط کر دیے ہیں اب کہ جو بھی ہے مجھے اسی لڑکی کے ساتھ گزارا کرنا ہے۔ شادی گزارا کرنے کا ہی نام ہے میرے نزدیک......

قاری صاحب نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو ہم سب نے بھی۔ مجھے بھی دعا کرنی پڑی۔ وہ جو کہتے میں بس سب کو دکھانے کے لیے آمین کہتا جاتا کہ کوئی مجھے کہہ نہ دے۔ مجھے کیا فرق پڑتا تھا کہ اگر وہ دعا کر کے یہ کہیں کہ اللہ دونوں کو خوش رکھے؟ میں اور وہ لڑکی کیسے خوش رہ سکتے تھے جب میرا دل ہی اس کے ساتھ نہ لگتا؟ کبھی نہیں......

پھر قاری صاحب نے دعا دی کہ اللہ ان دونوں کے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت ڈال دے۔ میرے دل میں پہلے ہی کسی کی محبت موجود تھی تو اب اس لڑکی کی محبت کے لیے میرے دل میں جگہ نہ تھی۔ میرا دل بھرا ہوا تھا۔ مجھے کوئی ضرورت نہیں تھی کہ میرے دل میں اس کی محبت آئے۔ مجھے کیا؟

اس کے بعد سب مجھے مل کر مبارک باد دے رہے تھے کہ میں اب ایک لڑکی کے لیے صرف اے ٹی ایم مشین بن گیا ہوں۔ میں صرف ایک سپلائیر ہوں جو چیزیں فراہم کرے گا۔ میں صبح نو سے شام پانچ تک کام کروں گا اور باقی سارا دن گھر کے فسادات کی روداد یں سنوں گا۔ زندگی ایسے ہی گزرے گی۔

کیا زندگی گزاری جاتی ہے؟

یا زندگی کو جیا جاتا ہے؟

☆☆☆☆☆

نکاح کے بعد اب میں کسی اور کی ملکیت تھی۔

میری بھابھی اور سہیلیاں مجھے برائیڈل روم سے لے کر اسٹیج تک لے جا رہی تھیں جہاں مجھے ایک لڑکے......اب وہ میرا شوہر بن چکا ہے......کے ساتھ بیٹھایا جائے گا اور چہرے پہ مستقل مسکراہٹ رکھنی پڑے گی تاکہ کسی کو یہ شک نہ ہو کہ میں ناخوش ہوں۔

میں نگاہیں جھکائے چل رہی تھی کیونکہ میں ایک مشرقی لڑکی جو تھی۔ مجھے یہ کرنا پڑ ناتھا۔ میری بھابھی نے ایک طرف سے میرا لہنگا اٹھایا ہوا تھا اور میری سہیلی نے مجھے بازو سے تھام رکھا تھا۔ میں صرف چل رہی تھی اور میرے دماغ میں یہ سب باتیں گردش کر رہی تھیں۔

''بھائی ہاتھ آگے کریں۔'' میں نے جب یہ آواز سنی تو میں نے آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ ایک لڑکا شیروانی پہنے سامنے کھڑا تھا۔ اس نے پہلے اپنا ہاتھ آگے نہیں بڑھایا تھا مگر ایک دوبار پھر سے کہا گیا تو میں نے اس کا ہاتھ اپنی طرف بڑھتے دیکھا۔ میں اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی اور وہ مجھے...... ہم دونوں ہی بت بنے تھے۔ ہم ایک دوسرے کو پہلی بار دیکھ رہے تھے۔ دیکھنے میں وہ ٹھیک ٹھاک تھا۔ ہینڈسم ہی کہہ لیں لیکن مجھے اس کے باوجود اس کا وجود اچھا نہیں لگا تھا۔ اس وقت بھی شاید میں اپنی ماضی کی محبت کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ کاش...... کاش اس لڑکے کی جگہ وہ وہاں کھڑا ہوتا تو میں جھٹ سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھما دیتی۔

میری بھابھی نے میرا ہاتھ ہلایا تو میں ہوش میں آئی۔ سب ہم دونوں کو دیکھ رہے تھے جیسے ہم کوئی سلیبرٹی ہوں۔ لوگوں نے کیمرے کھول لیے تھے اور ہر ایک کی زندگی کا مقصد ہی یہ تھا کہ وہ اس لمحے کو اپنے اپنے موبائیلوں میں قید کر لیں اور شادی کے بعد وہ ہمیں یہ سب بھیجیں تاکہ وہ ہماری نظروں میں اچھے بن جائیں۔

''بھابھی ہاتھ آگے کریں۔'' ایک لڑکی نے جب مجھے بھابھی بولا تو مجھے بہت عجیب لگا۔ میں ایک دم ثمن سے بھابھی بن گئی تھی۔ مجھے...... مجھے مجبوراً اس...... اس غیر مرد...... ناآشنا مرد...... انجان مرد...... جس سے...... جس سے چند لمحے قبل میرا نکاح ہو چکا تھا...... اس کے ہاتھوں میں ہاتھ دینا پڑا۔ میں نے اپنے وجود میں ایک لہر دوڑتی محسوس کی۔ وہ میرا شوہر تھا...... وہ......

آہ...... میری تکلیف دو چند ہو چکی تھی۔

مجھے میری مرضی کا ساتھی نہیں ملا تھا۔

☆☆☆☆☆

لوگوں نے بھی کیسی عجیب عجیب رسمیں ایجاد کر لی ہیں۔ پہلے وقتوں میں دلہن آرام سے آکر بیٹھ جاتی تھی مگر اب یہ سب شوخے ہو کر فرمائشیں شروع کر دیتے ہیں کہ پہلے ہاتھ آگے کریں تو ہی دلہن اوپر آئے گی۔ مجھے کوفت ہو رہی تھی۔ میں نے اپنے سامنے ایک سجی سنوری دلہن کو دیکھا اور عجیب بات یہ تھی کہ وہ میری دلہن تھی۔ وہ میرے لیے سج سنور کر آئی تھی۔ وہ جسے میں جانتا تک نہیں تھا۔ مجھے اس سجاوٹ میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ وہ بغیر سجے سنورے بھی میرے سامنے آجاتی تو بھی مجھے کوئی فرق نہ پڑتا۔

میں نے ہاتھ آگے کیا تو اس نے مجھے دیکھا۔ ہم دونوں ہی ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ وہ دلہن بن کر تو خوبصورت ہی لگ رہی تھی۔ اس کے آدھے چہرے پہ تو زیورات ناچ رہے تھے اور باقی آدھے پہ میک اپ لگا تھا۔ اس کا اصل چہرہ تو میرے سامنے تھا ہی نہیں۔ ویسے بھی اصل چہرہ تو میں نے شادی کے بعد دیکھا تھا۔ وہ چہرہ کم از کم میک اپ زدہ چہرے سے تو سچا ہی تھا۔

جب اس نے میرے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھا تو مجھے بہت عجیب سا احساس ہوا۔ کیا یہ لڑکی میری بیوی ہے؟ یہ لڑکی جس کے نام کے علاوہ میں اس کے بارے میں اور کچھ بھی نہیں جانتا۔ مجھے اس سے شناسائی نہیں ہے۔ وہ میرے لیے انجان ہے۔ اور چند لمحات قبل میں نے سب کے سامنے اسے اپنی بیوی تسلیم کیا ہے۔ اب وہ میرے لیے ایک غیر لڑکی نہیں ہے۔ وہ میری بیوی ہے۔ میری...... بیوی......

مگر اس سب سے کیا فرق پڑتا ہے وہ کوئی بھی ہو۔ چاہے کاغذات اور دنیا کی نظروں میں وہ میری بیوی ہی ہو لیکن میرے دل میں تو وہ کہیں بھی نہیں ہو گی۔ نہ آج...... اور نہ ہی کل...... کبھی بھی نہیں......

درد...... درد میں نے اپنے اندر اٹھتا محسوس کیا تھا۔

میرے دل میں جو تھی اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں نہیں تھا۔

☆☆☆☆☆

اتنی دیر بت بنی میں اس آدمی کے ساتھ اسٹیج پہ بیٹھی رہی۔ پتا نہیں کون کون سی مخلوق میرے ساتھ آ کر بیٹھ جاتی۔ ایک دو تصویریں کھنچی جاتیں اور پھر وہ اٹھ جاتی۔ مجھے کوئی ہوش نہیں تھی۔ یہ آدمی میرے اتنے قریب تھا کہ میں ہل بھی نہیں سکتی تھی۔ مجھے الجھن ہو رہی تھی جب جب وہ مجھ سے جڑ رہا تھا۔ ایک تو ان مہمانوں نے جان بوجھ کر اسی صوفے پہ گھسنا ہوتا ہے جہاں دو لوگ پہلے ہی بہت تنگ ہو کر بیٹھے ہوتے ہیں اور اوپر سے وہ دونوں آپس میں بھی ایک دوسرے سے تنگ ہی ہوتے ہیں۔ میرا دل کر رہا تھا کہ میں اٹھ کر دوسرے صوفے پہ چلی جاؤں تاکہ میں سکون سے بیٹھ تو سکوں۔ پتا نہیں یہ ٹارچر کب ختم ہو گا۔

دودھ پلائی جیسی تھرڈ کلاس رسم کے بعد ہم اٹھ گئے۔ اس کا جوٹھا گلاس ہی مجھے دیا گیا اور مجھے وہ ہر حال میں پینا تھا۔ ساری دنیا مجھے ہی دیکھ رہی تھی۔ میں نے تو شکر ادا کیا جب ہال والوں نے لائٹیں بند کی تھیں۔

رخصتی پہ وہی میلوڈرامہ ہوا۔ مجھے تو اپنی امی کے آنسو اتنے جھوٹے لگ رہے تھے کہ کیا بتاؤں۔ ایسے کوئی کرتا ہے؟ ایسے مجھے ایک انجان مرد کے ساتھ بھیج رہی تھیں۔ میں نہتی سپاہی تھی۔ میرے سسرال والوں کی آنکھیں اور زبانوں کے تیر مجھے اپنی طرف آتے محسوس ہو رہے تھے۔ آج نہیں تو کل ہی......

اللہ اللہ کر کے میں ایک گھر میں داخل ہوئی۔ وہ جناب بھی میرے ساتھ ساتھ ہی چل رہے تھے۔ سامنے بے شمار کیمرے تھے جو ہماری انٹری کو شوٹ کر رہے تھے۔ پھر میں اور وہ ایک اور صوفے پہ بیٹھ گئے۔ میری ساس پتا نہیں کس کس عورت سے میرا تعارف کرواتی رہی۔ میری جانے بلا کہ آپ کی کیا لگتی ہیں۔ مجھے تو ویسے بھی اس وقت سب زہر ہی لگ رہا تھا۔

''بھابھی آپ کچھ پئیں گی؟'' چلو شکر ہے کسی کو تو مجھ بیچاری کا خیال آیا۔ مجھے تو ان کی انسانیت دیکھ کر ہی دکھ ہو رہا تھا کہ میں اتنی مشکل سے بیٹھی ہوں اور ان میں سے کوئی بھی میرے بارے میں نہیں سوچ رہا۔ واؤ...... بہت عمدہ......

''چلو اب انہیں کمرے میں جانے دو۔'' ڈیڑھ گھنٹے بعد انہیں یہ خیال آیا تھا۔ میں اس جوڑے اور میک اپ سے تنگ آچکی تھی۔ مجھے بس اس قید سے آزاد ہونا تھا۔ میں اس جوڑے کی قید سے تو آزاد ہو جاتی لیکن...... یہ جوڑ جو مجھے قید کر رہا ہے وہ......

کیا شادی کر کے انسان قید ہو جاتا ہے؟

☆☆☆☆☆

تنگ آچکا تھا میں ایسے بیٹھ بیٹھ کر۔ پتا نہیں کون کون آکر میرے ساتھ بیٹھتا رہا اور میں اس لڑکی سے مَس ہوتا رہا۔ مجھے اتنی الجھن ہو رہی تھی کہ کیا بتاؤں۔ یہ صرف ہال تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ گھر آکر بھی مجھے اس کے ساتھ ایسے ہی بیٹھنا پڑا اور محلے کی وہ وہ عورت کو میں نے اپنے گھر آتے دیکھا جسے میں آج پہلی بار دیکھ رہا تھا۔ ہر کوئی مجھے ایسے مبارکیں دے رہا تھا جیسے شادی کر کے میں نے دنیا کا کوئی بہت ہی انوکھا کام کیا ہے۔

کوئی مجھے نئی نویلی دلہن کے ساتھ چھیڑ رہا تھا۔

''ہائے کتنی خوبصورت ہے تمہاری بیوی۔ تم تو کہہ بھی سکتے ہو کہ میری بیوی اتنی حسین ہے اسی لیے میں اس سے عشق کر بیٹھا ہوں۔''

کیا؟ یہ کیا تھا؟ کتنی فضول بات کی تھی اس عورت نے۔ میں اور عشق...... وہ بھی اس لڑکی سے...... ناممکن......

ایسے ہی پھر میں باتوں کو نظر انداز کرتا رہا۔ میں نے دیکھا تھا کہ وہ لڑکی بھی کوئی خاص جواب نہیں دے رہی تھی ایسے باتوں کا۔ بس ہوں ہاں ہی کر رہی تھی۔ میں سمجھ گیا تھا کہ اسے بھی ان سب باتوں میں کوئی دلچسپی نہیں ہے یا پھر وہ اداکاری کر رہی تھی۔ ہاں ایسا ہی ہوگا۔ نئی نئی تھی ناں اسی لیے پہلے پہلے اداکاری کرنی پڑے گی بعد میں اپنا اصل رنگ دکھایا جائے گا۔

امی نے کہا کہ اب انہیں کمرے میں جانے دو۔ میں تو شکر ادا کر رہا تھا کہ اب مجھے ان سب لوگوں کی عجیب عجیب باتیں اور نظروں کو مزید نہیں دیکھنا پڑے گا۔ میں اپنے کمرے میں سکون سے رہ سکتا تھا۔ اوہ...... لیکن اب نہیں...... اب تو...... اب تو میرے ساتھ ایک لڑکی بھی تھی جو میرے کمرے کی دوسری مالک تھی...... نہ اندر سکون ہے نہ باہر......

میں کہاں جاؤں؟

☆☆☆☆☆

''سمن زمان۔''

میں سمن ادریس سے ایک دم سمن زمان بن گئی تھی۔ میرا نام ایک لمحے میں ہی بدل گیا تھا۔ عورت کے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوتا ہے؟ مرد اپنا نام کیوں نہیں بدلتا؟ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ عورت کا لیول مرد سے نیچے کیوں ہے؟ میں دعوے سے کہہ سکتی ہوں کہ عورت بھی بہت مضبوط ہوتی ہے۔ بعض دفعہ مرد اتنا اچھا یا مضبوط فیصلہ نہیں لے پاتا جتنا عورت لے سکتی ہے۔ مجھے یہ سب بہت عجیب لگتا ہے۔

زمان اور میں کمرے میں آ گئے تھے۔ میری نند نے پہلے زمان کو باہر بھیج دیا اور مجھے کہا کہ میں بیڈ کے درمیان میں بیٹھ جاؤں۔

''میں تمہارا لہنگا پھیلا دیتی ہوں۔ بچپن میں زمان جب ڈرامے میں کسی دلہن کا ایسے لہنگا دیکھتا تھا تو کہتا تھا کہ امی میری دلہن کا بھی لہنگا ایسے ہی بنوانا۔ ہم سب اس کی بات پہ ہنس دیتے تھے۔ آج امی نے مجھے یاد دلایا کہ سمن کا لہنگا ایسے ہی پھیلا دو۔''

میں ان کی اس بات پہ کیا جواب دیتی؟ میں بس ہلکا سا مسکرا دی۔

''میں تمہاری بڑی آپی ہوں۔ زمان ہم سب سے چھوٹا ہے۔ تم مجھے اور فرقان کو اپنے بڑے بہن بھائی سمجھو۔ زمان بہت اچھا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ وہ میرا بھائی ہے اسی لیے میں تعریف کر رہی ہوں۔ تم اس کے ساتھ رہو گی ناں تو دیکھ لینا۔ بس اسے تم اتنی محبت دینا کہ تم اور وہ ایک دوسرے کا سکون بن جاؤ۔''

ہاں...... میں اس کے ساتھ رہی بھی اور میں نے دیکھ بھی لیا تھا کہ وہ کتنا اچھا ہے۔ ایک تو ہر نند کو اپنا ہی بھائی اچھا لگتا ہے۔ اور آگے سے مجھے کہتی کہ میں اسے محبت دوں۔ صرف میں محبت دیتی؟ کیا یہ اس کا بھی فرض نہیں تھا کہ مجھے محبت دیتا؟ صرف عورت ہی یہ سب کیوں کرے؟ مرد کو کوئی کیوں نہیں سمجھاتا یہ سب؟

''زمان آئے تو اس سے پوچھنا کہ لہنگا صحیح پھیلا ہوا ہے یا نہیں؟'' آپی مسکرانے لگیں۔ ''میں چلتی ہوں۔ اللہ تم دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ہمیشہ خوش رکھے۔ اللہ برکت دے رشتے میں۔'' آپی نے آگے بڑھ کر مجھے گلے لگایا۔ میں اسے دیکھ کر حیران رہ گئی کہ وہ مجھے دعائیں دے رہی ہے۔ میں نے کبھی کسی نند کو ایسے دعائیں دیتے نہ دیکھا تھا اور نہ ہی سنا تھا۔ میرے لیے یہ سب نیا تھا۔ مجھے اچھا بھی لگا تھا لیکن...... بس اسی وقت کے لیے ہی۔ میں سوچتی تھی کہ نند بن کر صرف بھابھی میں کیڑے ہی نظر آتے ہیں۔ اپنا بھائی فرشتہ اور بھابھی شیطان ہی لگتی ہے۔ ہر نند کو یہ لگتا ہے کہ اس کی بھابھی نے بھائی کو دور کر لیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ مرد کو اتنی عقل

ہوتی ہے کہ وہ کس کے قریب رہنا چاہتا ہے اور کس سے دور، چاہے وہ سگے بھائی بہن ہوں۔ دوسری بات یہ کہ انسان کا اپنا کردار ہوتا ہے کہ وہ کسی کو اپنے قریب کرتا ہے اور کسی کو اپنے سے دور۔

آپی چلی گئیں اور میں بس کمرے کو ہی دیکھتی گئی۔ انہوں نے ہم سے جہیز نہیں لیا تھا۔ میں صرف زیور اور کپڑے لے کر آئی تھی۔ میری ساس نے کہا تھا کہ زمان خود کماتا ہے تو بیوی کے لیے چیزیں بھی وہ خود ہی بنائے گا۔ میری امی نے بہت کہا کہ ہم نے سمن کو کچن کی کچھ چیزیں دینی ہیں لیکن انہوں نے صاف منع کر دیا کہ زمان کماتا کیوں ہے جب وہ یہ سب نہیں بنا سکتا؟ ان کی بات مجھے یاد ہے۔ انہوں نے کہا کہ اب زمان اور سمن کا گھر بسنے لگا ہے۔ ہمارا کام ان کا گھر بسانا ہے اور اس گھر میں جس جس چیز کی ضرورت ہے وہ زمان اور سمن کو خود جمع کرنی پڑے گی۔ میں ان کی بات پہ خوش ہوئی تھی۔ ان کی سوچ اچھی لگی تھی لیکن...... لیکن پتا نہیں وہ اب کیسی ہوں گی۔ مجھے تو صبح کا انتظار تھا جب میں اس گھر کی آفیشل نوکرانی کی کرسی سنبھالنے والی تھی۔

یہ زمان کدھر رہ گیا ہے؟ مجھے کپڑے چینج کرنے ہیں۔ سست......

☆☆☆☆☆

"سمن زوجہ زمان احمد۔"

میرا نام اب ایک لڑکی کے نام سے جڑ گیا تھا۔

میں اکیلا لڑکا اپنی زندگی گزار رہا تھا اور اب اچانک سے چند ہی دنوں میں ایک لڑکی میری زندگی میں آ گئی تھی جس کے نان نفقے کا ذمہ دار میں تھا۔ میں نے اسے پیسے فراہم کرنے تھے اور اس کی ہر جائز و ناجائز ضرورت یا خواہش کو پورا کرنا میرا فرض تھا۔ اگر میں ایسا نہ کرتا تو پھر وہ میرے بارے میں غلط باتیں اپنے گھر والوں کو بتاتی اور ایسے بات اور بڑھ جاتی۔ میرے گھر والوں کو بھی میرے خلاف کرتی اور میری بچی کچی زندگی میں فسادات کی بارش کرنے کی ساری ٹھیکیداری وہ سنبھالتی۔ اس لیے بہتر تھا کہ میں چپ ہی رہتا۔

اب مرد پیدا ہونے سے میرے کندھوں پہ بچپن سے ہی یہ ذمہ داری ڈال دی گئی تھی کہ ایک دن شادی کرنی ہے پھر یہ سب ہوگا۔ تب ذہن میں کچھ اور تھا اور اب پتا چلتا ہے کہ شادی کر کے کیا کیا کرنا پڑتا ہے اور کیا کیا سہنا پڑتا ہے۔ ایک انجان لڑکی ایک دم سے آپ کی زندگی میں آ دھمکتی ہے اور پھر جو بھی ہوتا ہے...... کم از کم میرے دل میں شادی کے لیے اب کوئی اچھے الفاظ نہیں ہیں۔ میں تو شادی سے اسی لیے بھاگتا پھرتا تھا کہ یہ سب میری زندگی میں نہ ہو لیکن...... جب آپ کے گھر والے ہی آپ کو نہ سمجھیں تو سمن جیسی لڑکیاں آپ کے نام کے ساتھ اپنا نام جوڑ کر، آپ کی ہر چیز کی مالکن بن جاتی ہیں۔

مجھے شادی کرنی ہی نہیں چاہئے تھی۔ مجھے بھاگ جانا چاہئے تھا۔ شادی کر کے میں نے اپنی زندگی مصیبت میں ڈال دی ہے۔

میں کمرے میں جانے لگا تو امی نے مجھے بلایا۔

''زمان، اب سمن تمہاری بیوی ہے۔ تم دونوں نے اس گھر کو ہمیشہ بسائے ہی رکھنا ہے۔ ایک دوسرے کا خیال کرنا ہے۔ سمن سے اگر کبھی جھگڑا ہو جائے تو تم نے خود کو بے قابو نہیں کرنا۔ تم مرد ہو۔ تمہارا درجہ عورت سے زیادہ ہے۔ اسی لیے تمہیں اس کا اور اپنے رشتے، دونوں کا خیال رکھنا ہے۔ اللہ سلامت رکھے تم دونوں کا رشتہ۔ اب جاؤ کمرے میں اور وہ تحفہ اسے دے دینا۔''

امی کی یہ ایموشنل باتیں مجھ پہ ذرا بھی اثر نہیں کر رہی تھیں۔ رشتہ سلامت کیا رہنا ہے ہمیشہ؟ میں آج شادی کے تین سال بعد اس سے علیحدگی کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔ اور امی صرف یہ سب مجھے ہی کیوں سمجھا رہی ہیں؟ سمن عورت ہے تو کیا ہوا؟ گھر عورت ہی بساتی ہے مرد نہیں۔ عورت کو گھر بسانے کے لیے بہت کچھ کرنا پڑتا ہے۔ مرد تو گھر میں ہوتا ہی نہیں سارا دن۔ ویسے بھی، یہ عورت پر ہی منحصر ہے کہ وہ گھر کے معاملات کیسے سنبھالتی ہے۔

سمن اتنی ہی اچھی ہوتی تو آج میں یہ سب نہ سوچ رہا ہوتا۔

آج مجھے سمن سے نفرت نہ ہوتی۔

آج میری زندگی میں بھی سکون ہوتا۔

یہ سب...... یہ سب سمن کی وجہ سے ہی ہوا ہے۔

میں...... میں نے کاش اس سے شادی نہ کی ہوتی......

کاش...... میں نے شادی ہی نہ کی ہوتی......

☆☆☆☆☆

شکر کیا کہ زمان اندر آ گیا تھا۔ میں بیٹھ بیٹھ کر پاگل ہو رہی تھی۔ پہلے تو وہ کمرے کے ایک دو چکر لگاتا رہا پھر شیشہ دیکھنے لگ گیا۔ اپنا کلہ ایک طرف رکھا۔ بار بار مجھے دیکھ رہا تھا۔ مجھے بھی اب سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ یہ کر کیا رہا ہے؟ اور میں اب اس سے پوچھتے ہوئے بھی عجیب محسوس کر رہی تھی۔

''سمن......'' اس نے میرا نام لیا۔ اسے اتنی تمیز نہیں تھی کہ انسان پہلے سلام کر لیتا ہے۔

''جی۔'' میں نے پوچھا۔

''تم کپڑے چینج کر لو۔'' کیا؟ کیا اس نے صرف یہ کہنے کے لیے مجھے بلایا تھا۔ بہت ہی عجیب انسان ہے زمان۔ خود سوچیں کہ کون لڑکی اپنے شوہر سے یہ توقع رکھتی ہے کہ ان کی آپس میں پہلی بات کپڑے چینج کرنے کی ہو؟ میں تو طیش میں آ گئی۔

''ہاں میں ویسے بھی بس انتظار میں ہی تھی کہ آپ......'' مجبوراً مجھے اسے آپ کہنا پڑ رہا تھا۔ ''آپ کب کمرے میں آئیں اور مجھے یہ اجازت دیں۔'' میں نے اسے طنز کیا تھا۔ پتا نہیں اسے سمجھ آیا تھا کہ نہیں؟

میں دلہن بنی...... سرخ جوڑا پہنے......بیڈ پہ لہنگا پھیلائے......اپنے شوہر کا انتظار کر رہی تھی اور وہ جناب آئے بھی تو یہ کہنے۔ مجھے اس نے تحفہ تک دینا مناسب نہیں سمجھا تھا۔

میں تن فن کرتی اپنا پھیلا ہوا لہنگا اٹھائے باتھ روم میں چلی گئی۔ جاتے ہی میں نے زور سے دروازہ پیٹا۔ بدتمیز انسان......

☆☆☆☆☆

میں اب اسے اور کیا کہتا؟ وہ لہنگا پھیلائے میرے بیڈ پہ ایسے بیٹھی تھی جیسے وہ یہ بیڈ اپنے جہیز میں لائی تھی۔ ویسے بھی مجھے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اس سے کیا کہوں؟ میرے پاس کچھ تھا ہی نہیں کہنے کو؟ کیا کہتا اسے کہ تم میرے کمرے میں مجھے بہت عجیب لگ رہی ہو؟ کیا کہتا کہ میں شادی کرنا ہی نہیں چاہتا تھا؟ کیا کہتا کہ میں کسی اور سے محبت کرتا ہوں؟

اچھا ہوا وہ باتھ روم گئی۔ کچھ دیر کے لیے وہ میری نظروں سے غائب تو ہوئی تھی۔

پر زیادہ دیر نہیں۔ وہ فوراً باہر بھی آگئی تھی۔

''میرے کپڑے کہاں ہیں؟'' اس نے مجھ سے پوچھا۔ میں اس کا ملازم تھا جو مجھے اس کے کپڑوں کا پتا ہو؟

''مجھے نہیں پتا۔''

''تو میں اب کس سے پوچھوں؟ اپنی امی کو فون کروں کیونکہ انہوں نے خود میرے کپڑے یہاں آ کر سیٹ کیے تھے ناں۔'' وہ بولی۔ میں نے اسے دیکھا۔ اس کے چہرے پہ ناگواری تھی۔

''یہیں کہیں ہوں گے۔ تم خود دیکھ لو۔''

''زمان میں دلہن بنی ہوئی ہوں۔ کم از کم اتنا ہی خیال کر لیں۔ میں یہاں پہلی بار آئی ہوں۔ مجھے نہیں پتا چیزیں کہاں ہیں۔ مجھے کون بتائے گا؟ جائیں آنٹی سے پوچھ کر آئیں یا وہ بھی میں ہی چلی جاؤں؟'' وہ بولی۔ ''بلکہ رکیں، میں ہی چلی جاتی ہوں۔''

وہ جانے لگی تو میں اٹھ کھڑا ہوا۔

''نہیں رکو۔ میں الماری میں دیکھتا ہوں۔'' اب ایسے وہ باہر جاتی تو سب نے مجھے ہی کہنا تھا۔ کیا مصیبت ہے۔

''مہربانی۔''

☆☆☆☆☆

مجھے اتنا دکھ ہو رہا تھا جب اس نے مجھے ایسے کہا۔اسے اتنی ہوش نہیں تھی کہ میں نئی دلہن ہوں۔اتنی عقل نہیں تھی اسے ؟ اور وہ مجھ سے پانچ سال بڑا تھا۔میری پانچ سال چھوٹی عقل اس بدتمیز انسان سے تو بہت زیادہ تھی۔کم از کم مجھے کسی کی عزت کرنی آتی ہے۔میں ایسے کسی کو منہ پھاڑ کر یہ سب نہ کہتی۔

مجھے بے بسی محسوس ہو رہی تھی۔میں نے پہلی رات ہی اپنا دم گھٹتے پایا تھا۔میں نے اس جیسے انسان کے ساتھ تین سال گزارے ہیں اس کے بارے میں میں ہی جانتی ہوں۔اسے سوچنا چاہئے تھا کہ میں پہلی بار اس گھر میں آئی ہوں۔مجھے کون بتائے گا کہ چیزیں کہاں رکھی ہیں؟ مجھے کیا آسمان سے وحی نازل ہو گی کہ میری چیزیں کہاں ہیں؟ شاید زمان یہی سوچ رہا تھا۔

الماریاں کھوجنے کے بعد اسے کپڑے مل ہی گئے تھے۔میری آنکھوں میں آنسو تھے۔اس نے دیکھے تھے میرے آنسو مگر اسے اتنی توفیق نہیں ہوئی کہ وہ مجھ سے ان آنسوؤں کی وجہ ہی پوچھ لے۔عورت کیا زمان جیسے مردوں کے لیے اپنا سب کچھ چھوڑ کر آتی ہے؟تف ہے ایسے مردوں پہ جو اپنی بیویوں کے ساتھ ایسا کرتے ہیں۔

میں کپڑے بدل کر باہر آ گئی۔پہلے پہل میں دیکھتی رہی کہ اب یہ لہنگا کہاں رکھوں اور کیسے رکھوں؟کام خراب ہونے کا خدشہ تھا۔اس وقت مجھے اپنے رشتے سے زیادہ اپنے جوڑے کی پرواہ تھی۔سوچیں کہ میں ایک رات میں ہی کتنی بدظن ہو چکی تھی اس رشتے سے۔

زمان اس بار بھی کچھ نہ بولا۔میں ہی اسے کرسی پہ رکھ دیا اور اب میں دیکھنے لگی کہ میں کہاں بیٹھوں؟زمان بیڈ پہ تھا اور میرا دل نہیں کر رہا تھا اس کے ساتھ بیٹھنے کا۔دونوں کرسیوں پہ میرا اجوڑا تھا تو......ایک بار پھر مجبوراً مجھے اسی بیڈ پہ بیٹھنا پڑا جہاں زمان براجمان تھا۔

دس منٹ ہو گئے مجھے ایسے بیٹھے ہوئے۔ہم دونوں میں ابھی تک ایک لفظی بات بھی نہیں ہوئی تھی۔

''کیا چپ رہنے کے لیے جاگ رہے ہیں؟''میں نے تنگ آ کر کہا۔مجھے لگا تھا کہ شاید وہ اپنی حرکت پہ شرمندہ ہو گا تو کچھ بولے گا۔

''تمہیں نیند آ رہی ہے تو سو جاؤ۔''

مجھے پھر سے دکھ ہوا کہ میں اس انسان کے لیے اپنا گھر بار چھوڑ کر آئی ہوں۔

زمان جیسے مرد کبھی عورت کے ساتھ نہیں رہ سکتے۔

زمان جیسے مردوں کو کبھی شادی ہی نہیں کرنی چاہئے۔کم از کم ایسے میرے جیسی لڑکی کی زندگی تو حرام ہونے سے بچ جاتی ہے۔

اس کی جگہ اگر وہ ہوتا تو میرے ساتھ یہ کرتا کبھی؟ وہ مجھے پلکوں پہ بٹھا کر رکھتا۔ میں دلہن بن کر اس کے لیے تیار ہو کر آئی اور اس نے ایک بار بھی تعریف نہیں کی میں کیسی لگ رہی تھی؟ وہ ہوتا تو میری تعریفوں میں رات سے دن کر دیتا۔

زمان......افسوس ہوا تم سے مل کر......

☆☆☆☆☆

میرے پاس ایسی عورت سے بات کرنے کے لیے کوئی بات ہی نہیں جو میرے دل میں نہیں بستی۔

اسے نیند آ رہی تھی اگر تو وہ سو جاتی۔ مجھے کیا فرق پڑ رہا تھا اس سے؟

میں نے اپنی شیروانی اتاری اور الماری میں سے اپنا نائٹ سوٹ لے کر باتھ روم چلا گیا۔ پیچھے مجھے اس کے رونے کی آواز آئی۔ اپنے گھر والوں کو یاد کر کے وہ رو رہی ہو گی۔ میں اب کیا کر سکتا تھا؟ اتنی رات کو اسے لے کر اس کی امی کے گھر بھی نہیں جا سکتا تھا۔ ایک تو وہ شہر سے ذرا باہر تھے۔ راستے میں کچھ پہاڑی سلسلے تھے۔ مجھے تو سمن کو دیکھ کر ہی اتنے چکر آ رہے تھے۔ میں کہاں اسے ان پہاڑی سلسلوں میں لے لے کر پھرتا رہتا؟

میں باہر آیا تو اس نے اپنی آنکھیں صاف کیں۔

''ٹشو؟''

''ہاں؟'' اس نے ناسمجھی سے کہا۔

''ٹشو چاہیئے؟'' میں نے پوچھا۔

''نہیں۔'' وہ بولی۔

میں نے کندھے اچکائے اور آ کر بیڈ کی ایک طرف لیٹ گیا۔ سمن ایسے ہی کتنی دیر بیٹھی رہی۔ وہ روتی بھی رہی۔ کتنی پاگل تھی۔ اب اتنی رات کو میں کیسے اسے اس کے گھر لے کر جاتا؟

''سمن لائٹ بند کر دو پلیز۔'' مجھے سونے میں مشکل ہو رہی تھی تو میں نے اسے کہا۔

اس نے کچھ بھی کہے بغیر لائٹ بجھا دی۔

میں سو گیا۔

☆☆☆☆☆

زمان سو گیا تھا......اور میرا نصیب بھی......

میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ میرا شوہر اتنا بے حس انسان ہو گا۔ میں رو رہی ہوں اور وہ مجھے دیکھ رہا ہے لیکن اس نے ایک بار بھی نہیں پوچھا۔ الٹا مجھے کہتا کہ لائٹ بند کر دو۔ میں اسی چیز سے ڈرتی تھی۔ میں اسی لیے شادی نہیں کرنا چاہتی تھی۔

صبح اٹھ کر اب اپنے چہرے پہ ایسے کسی بھی قسم کے تاثرات نہیں رکھنے تھے جس سے یہ اندازا ہو جائے کہ میں ناخوش ہوں اس انسان کے ساتھ۔ صبح سے میری اداکاری شروع ہونی تھی۔ میں نے دنیا کو ہر طرح یہ ظاہر کروانا تھا کہ میں زمان کے ساتھ بہت خوش ہوں۔ زمان جیسے شوہر تو بہت کم ہوتے ہیں۔ زمان جیسا تو کوئی انسان ہی نہیں ہے۔

ہاں......سچ کہا......

زمان جیسا تو کوئی تھا ہی نہیں......

نئی نویلی دلہن کو روتا دیکھ کر بھی وہ سو چکا تھا......

شادی خراب کرنے میں زمان جیسے بے وقوف مردوں کا ہی ہاتھ ہوتا ہے......

☆☆☆☆☆

صبح اٹھا تو سمن پہلے سے ہی جاگ رہی تھی۔ میں نے اسے بیٹھے دیکھا تھا۔ اس نے مجھے دیکھا مگر وہ کچھ نہ بولی۔ میں بھی اب فضول میں اسے مخاطب کیوں کرتا؟

''تمہاری امی آئی تھیں۔ میں نے کہا تم سو رہے ہو۔'' اس نے کل مجھے آپ کہا تھا اور آج ایک دم سے وہ تم پہ آ گئی تھی۔ کتنی جاہل لڑکی تھی وہ؟ میرے گھر والے تو کہہ رہے تھے کہ سمن ایک پڑھی لکھی لڑکی ہے۔ خاک پڑھی لکھی ہے۔

''یہ تم کس طرح مجھ سے بات کر رہی ہو؟'' مجھے عجیب لگا۔

''تو کیسے بات کروں؟'' وہ بولی۔

''جیسے بھی بات کرو لیکن یہ تم تم کرنا مجھے پسند نہیں ہے۔''

''مجھے بھی پسند نہیں تھا کہ میرا شوہر مجھے پہلی رات ہی ایسے ذلیل کرتا۔ ایسی بے حسی دکھاتا۔ میں نے نہیں سوچا تھا کہ میں نے ایک غیر انسان سے شادی کی ہے جس میں ذرا بھی انسانیت نہیں ہے۔'' وہ بول رہی تھی۔ وہ اونچا نہیں بول رہی تھی بس اس کے لہجے میں تلخی تھی۔

''کیا غیر انسانی حرکت کی ہے میں نے؟ عزت سے ہی بات کی ہے۔''

''بات...... کیا ہم نے کل کوئی بات بھی کی تھی؟ مجھے تو ایک جملہ بھی نہیں یاد۔ ہاں...... تم نے کہا تھا لائٹ بند کر دو۔ یا تم نے کہا تھا کپڑے بدل لو۔'' اس کا لہجہ ہنوز تلخ تھا۔

"تو اور کیا کہتا تمہیں؟"

"ک...... کچھ نہیں۔ کچھ نہیں زمان۔" وہ چپ کر گئی اور میں نے پھر اسے نم آنکھوں سے باتھ روم میں جاتے دیکھا۔

آخر اب میں اس سے کیا باتیں کرتا؟ مجھے تو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا باتیں کرنا چاہ رہی تھی؟ اور وہ ایسے بچوں کی طرح اس بات پہ رد عمل دے رہی تھی۔ وہ کل رو رہی تھی جس کی وجہ اس کے اپنے ماں باپ تھے۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔ کچھ بھی نہیں......

☆☆☆☆☆

زمان نے کچھ نہیں کیا تھا۔ میں ہی غلط تھی جو ایک ہی دن میں اس سے کچھ ایکسپیکٹ کرنے لگی تھی۔ میں نے دیکھ لیا تھا کہ وہ عزت کرنے کے لائق نہیں ہے۔ میں نے دیکھ لیا تھا کہ وہ جسمانی طور پہ مرد ہے مگر ذہنی طور پہ بالکل بھی نہیں۔ زمان جیسے انسان کے ساتھ رہنا دل گردے کا کام ہے۔ میں نے تین سال یہی سب کیا تھا۔

شادی کی اگلی صبح سے میں نے آفیشلی اداکاری شروع کر دی تھی۔ میں باہر جانے لگی لیکن میں نے زمان کے اٹھنے کا انتظار کیا کہ چلو پہلے ہی دن کسی کو شک نہ ہو کہ ہمارے آپسی تعلقات پہلے ہی دن سے خراب رہے ہیں۔

کاش میں شادی نہ کرتی۔

زمان باہر آیا تو سب ہمیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ آنٹی نے مجھے پیار کیا اور پھر آپی نے بھی۔ سب اچھے طریقے سے ملے۔ میری ساس اور نند کے حوالے سے اب تک کی میری باتیں غلط ثابت ہو رہی تھیں۔ وہ اچھی لگی تھیں مجھے۔ ان کی سوچ کافی اچھی تھی۔ اب زمان بھی تو ان کا ہی کچھ لگتا ہے۔ وہ تو ان جیسا بالکل نہیں ہے۔ اس کی سوچ ان جیسی نہیں لگتی۔ وہ کسی کی طرح لگے نہ لگے لیکن مجھے وہ بہت زہر لگتا ہے۔

میں نے علیحدگی کا فیصلہ کر لیا ہے۔

ولیمے کا فنکشن بھی گزر گیا۔ میرے گھر والے مجھے اور زمان کو گھر لے کر جانا چاہتے تھے لیکن زمان نے منع کر دیا۔

"نہیں انکل ہم پھر کبھی آ جائیں گے۔ مجھ سے ایسے کسی کے گھر رات نہیں رہا جاتا۔"

میں اس بندے کی شکل دیکھنے لگی کہ میں بھی تو کسی کے گھر رہتی ہوں ناں تو وہ کون سا کوئی شہزادہ ہے؟ مجھے دکھ ہوا تھا کہ میں نے کس بندے سے شادی کی تھی۔

زمان کا پھر کبھی...... کبھی بھی نہیں آیا۔ شادی کے تین سالوں میں ایک بار بھی ایسا نہیں ہوا کہ وہ میرے گھر رات رکا ہو۔ کچھ دنوں بعد میں نے اسے کہا۔

"تمہیں رکنا چاہئے تھا زمان۔ امی ابو نے کتنی محبت سے تمہیں کہا تھا۔"

''تو کیا کروں اب اس محبت کا؟ مجھ سے نہیں رہا جاتا تو کیا کروں اب؟'' وہ ہتھے سے ہی اکھڑ گیا۔ میں نے ایسا بھی کیا کہہ دیا تھا؟

''تو کیا میں نہیں رہ رہی کسی دوسرے گھر میں؟ تمہیں کبھی میرا خیال نہیں آیا؟ میں نے بھی تو کتنی راتیں یہاں گزاری ہیں۔ تمہیں صرف اپنی ہی پڑی رہتی ہے۔''

''تو کیا احسان کر رہی ہو یہاں رہ کر؟ نہیں رہنا تو چلی جاؤ۔'' وہ شخص یہ سب باتیں شادی کے ایک ماہ بعد کہہ رہا تھا۔ یہ ایک ماہ میں نے وہاں کیسے گزارا تھا یہ میں ہی جانتی ہوں۔ کیا کوئی بیوی یہ تصور کر سکتی ہے کہ ساری ساری رات شوہر سے ایک لفظ بھی بات نہ کی جائے؟ کیا ایسا کسی کے ساتھ ہوا ہے کہ شوہر آئے، اپنا بستر سیدھا کرے اور لمبی تان کر سو جائے؟ بیوی ایسے ہی بیٹھی رہے۔ زمان نے ایک ماہ کے اندر کبھی بھی میرے ساتھ بیٹھ کر کھانا تک نہیں کھایا تھا۔ مجھے نہیں یاد اس نے کبھی میرا ہاتھ پکڑا ہو۔ میں نے اپنے شوہر کا لمس آج تک محسوس ہی نہیں کیا۔

''شوق سے نہیں رہ رہی میں۔ تمہارے ماں باپ ہی بیاہ کر لائے ہیں۔ مجھے کوئی شوق نہیں تھا تم جیسے مرد کے ساتھ رہنے کا جسے اپنی بیوی میں ذرا بھی دلچسپی نہیں ہے۔ مجھے تو دکھ ہوتا ہے کہ میں نے کس سے شادی کر لی ہے۔''

''صرف میرے گھر والے ہی نہیں بلکہ تمہارے گھر والے بھی شامل تھے اس سب میں۔ اور میں تم میں دلچسپی کیسے رکھوں؟ تمہیں تو تمیز نہیں ہے اپنے شوہر سے کیسے بات کرتے ہیں۔ جاہل عورت۔ تم سے شادی کر کے میں بھی کوئی جشن نہیں منا رہا۔ میں تو اس وقت کو کوستا ہوں جب تم میرے گھر والوں کو پسند آئی تھی۔ تم میں پسند کرنے والا ہے ہی کیا؟'' وہ اونچی آواز میں بولا۔ مجھے وہ پستی میں ڈوبا ہوا ایک انسان لگا۔

''میں بدتمیز ہوں اور ساری تمیز تمہارے اندر ہی ہے۔ تمہیں بڑی تمیز ہے کہ اپنی دلہن کو ایسے ہی چھوڑ کر تم سو گئے۔ تم نے ایک لفظ نہیں کہا مجھے۔ نہ مجھے منہ دکھائی دی۔ نہ ہی کبھی مجھ سے بات کرنے کی کوشش کی۔ کیا یہ ہے تمہاری تمیز؟'' میں چپ رہنے والوں میں سے نہ تھی۔

''مجھے پہلے ہی پتا تھا تمہیں بس یہی سب چاہئے۔ تم اپنے ماں باپ کی بگڑی ہوئی اولاد ہو۔ میں جانتا تھا کہ یہ شادی صرف پیسے کے لیے کی گئی ہے۔ تم جیسے گھٹیا لوگوں سے توقع بھی کیا کی جا سکتی ہے؟''

''زمان اب تم حد سے بڑھ رہے ہو۔ تمہیں شرم آنی چاہئے کسی کے بارے میں ایسے الفاظ بولتے ہوئے۔'' مجھے اپنا آپ بے بس لگا۔ میں نہیں سمجھ پا رہی تھی کہ یہ کیسا انسان ہے؟

''ہاں ساری شرم مجھے ہی آنی چاہئیں۔ سارا دن آفس میں کام کر کے آؤ اور گھر آ کر تمہاری بکواس سنو۔ تم سے شادی کر کے میں نے غلطی کر دی۔''

وہ دروازہ پٹختا کمرے سے باہر چلا گیا۔

میں اسے جاتا دیکھتی رہی۔ وہ کیا تھا؟ کیا وہ انسان تھا؟ کیا وہ ایک مرد تھا؟ اس کی غیرت کہاں تھی؟ مجھے کہیں سے بھی نہیں لگا کہ زمان وہ مرد ہے جس کا درجہ عورت سے زیادہ ہے۔ مجھے وہ ایک گرا ہوا انسان لگا جس میں انسانیت ہی نہیں تھی۔ جس انسان میں انسانیت نہ ہو تو وہ پستی کی گہری کھائی میں کھو جاتا ہے۔ انسانیت کے بغیر انسان کا وجود بے جان سا لگتا ہے۔

اب میں اگر ایک ایک بات بتانے بیٹھ گئی تو صدیاں بیت جائیں گی۔ قصہ مختصر یہ کہ تین سالوں سے بس میں زمان کے کردار کی پستی دیکھ رہی ہوں۔ میں نے ایک دن بھی زمان سے ہنس کر بات نہیں کی۔ اور اس نے مجھ سے کبھی بھی کوئی مزاحیہ بات کی ہو، یہ تو بہت دور کی بات ہے۔ کمرے میں تو ہم بات ہی نہیں کرتے تھے اور کمرے سے باہر ہم صرف اداکاری کر رہے تھے۔ میں زمان کے ساتھ تو رہتی تھی لیکن میں اس کے بارے میں صرف نام کے علاوہ کچھ بھی نہیں جانتی تھی۔

گھر میں سب کے سامنے سب کچھ ہی ٹھیک تھا۔ میری ساس مجھے اتنی دعائیں دیتی تھیں کہ کیا بتاؤں؟ میں سوچا کرتی تھی کہ زمان کی سوچ اس کی ماں کی طرح کیوں نہیں ہے؟ وہ بہت اچھی خاتون تھیں۔ مجھے اپنے سسرال سے کبھی کوئی شکایت نہیں رہی۔ میں صرف زمان سے ناخوش تھی۔ فرقان بھائی اور ان کی بیگم ایک اچھی زندگی گزار رہے تھے۔ میری جیٹھانی کے چہرے پہ سکون دکھائی دیتا تھا۔ میں اس سکون کو بہت ترستی تھی۔ میں اکثر آئینے میں اپنا چہرہ دیکھتی تو مجھے اپنا آپ بے جان لگتا۔ میں میک اپ کر کے اپنے چہرے کو تروتازہ کر لیتی مگر میرا دل...... میرا دل مردہ ہوتا جا رہا تھا۔

میں زمان کے ساتھ ناخوش تھی۔

میں اپنے گھر رہنے جاتی تو میرے گھر والے زمان کے حوالے سے بہت باتیں کرتے۔ اس کی پسند اور ناپسند کے متعلق مجھ سے پوچھتے۔ میں کیا جواب دیتی؟ میں صرف اپنی طرف سے باتیں بناتی رہتی تاکہ کسی کو شک نہ ہو۔ میں اپنی امی اور ابو کو کوئی تکلیف نہیں دینا چاہتی تھی۔ اگر میرا اس بے حس انسان کے ساتھ رہنا میرے ماں باپ کو سکون دیتا تھا تو میں یہ کرنے کے لیے تیار تھی۔ میں نے رخصت ہو کر ان کی قدر دیکھ لی تھی۔ وہ میرے لیے بہت کچھ کرتے آئے ہیں۔ میں انہیں اب مزید دکھ نہیں دینا چاہتی تھی۔

میں جب اپنے گھر جاتی تو کبھی مجھے زمان کا فون نہ آتا۔ میں خود کو دیکھ کر یہ کہتی کہ میں کتنی بدصورت ہوں کہ ایک مرد کے دل میں جگہ نہ بنا سکی۔ شاید میری غلطی نہیں تھی۔ زمان جیسے مرد اپنے دلوں میں جگہ بننے ہی نہیں دیتے۔ وہ مجھے کبھی خود لینے نہیں آیا تھا۔ ہر بار مجھے ہی فون کر کے اسے کہنا پڑتا تھا اور ہر بار ہی اس بات پہ بھی ہماری بحث ہوتی تھی۔ وہ مجھے گھر رکھنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ اسے کبھی مجھ میں دلچسپی تھی ہی نہیں۔ میں صرف ایک کھلونا تھی۔ وہ کھلونا جو ماں باپ بچے کو لا کر تو دیتے ہیں لیکن بچے کو وہ پسند نہیں آتا۔ یا تو وہ ایک ہی طرف پڑا رہتا ہے یا بچہ اسے توڑ دیتا ہے۔

زمان نے مجھے ایک طرف رکھ کر ہی توڑ دیا تھا۔

تین سال بعد......

تین سال بعد میں پھر سے اپنے گھر بیٹھی ہوں۔ میری زمان سے ابھی فون پہ بات ہوئی تھی اور اس نے کہا تھا کہ وہ مجھے کل لینے آجائے گا۔ اس بار بھی معمول کے مطابق ہماری بحث ہوئی تھی اور اب مجھے اس سے فرق نہیں پڑتا۔ اس بار یہاں سے جاتے ہوئے میں نے اپنے دل کو سمجھایا تھا کہ اب میں اور اذیت برداشت نہیں کروں گی۔ اس کے لیے کھانا پکانے کی اداکاری کر کر کے میں تھک چکی تھی۔ اس کے کپڑے استری کر کر کے میں تھک چکی تھی۔ لوگوں کے سامنے اسے اچھا ثابت کر کر کے میں تھک چکی تھی۔ مجھ سے اب اور برداشت نہیں ہوتا۔

اس نے جس طرح مجھ سے پہلی رات سلوک کیا تھا، وہ تب سے ہی میرے دل سے اتر چکا تھا۔ میں چاہ کر بھی اپنے خیالات اس کے بارے میں بدل نہ سکتی تھی۔ وہ جو میری عزت نہیں کرتا تھا، تو وہ مجھ سے اپنی عزت بھی نہیں کروا سکتا تھا۔

تین سال پہلے والی سمن اور آج والی سمن میں بہت فرق ہے۔ وہ پہلے خوبصورت تھی اور آج اس ایک شخص کی وجہ سے میری خوبصورتی ماند پڑ گئی ہے۔ شوہر تو عورت کے حسن کی تعریف کر کے اسے نکھارتا ہے۔ میرے شوہر نے کبھی اس بارے میں بات ہی نہیں کی تھی اسی لیے میری خوبصورت کو پھپھوند لگ چکی تھی۔ سبز کائی کی گہری تہہ......

میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں زمان سے علیحدہ ہو جاؤں گی۔

اس بار کوئی مجھے نہیں روک سکتا۔

اپنے ماں باپ کو میں جب اپنی اذیت بتاؤں گی تو وہ سمجھ جائیں گے۔

خوبصورتی سے کچھ نہیں ہوتا۔ گدھی کبھی کبھار کسی کے لیے پری سے زیادہ خوبصورت ہو جاتی ہے۔ رشتے خوبصورتی کی بنا پر کبھی قائم نہیں رہتے۔

سب دھوکہ ہے......سب......

میں سمن ادریس......اب زمان جیسی کائی کو اپنے سے الگ کرنے کا فیصلہ کر چکی ہوں۔

راستے میں اسے اپنا فیصلہ سنادوں گی۔ وہ خوش ہو گا......اور......میں بھی......

شادی کرنا میرا اب تک کا بدترین فیصلہ تھا۔

☆☆☆☆☆

بالکل ویسا ہی ہوا جیسے میں نے تصور کیا تھا۔

میں جانتا تھا کہ میں صرف ایک سپلائر ہوں۔ میں دن بھر صرف اس بد تمیز لڑکی کے لیے ہی تو آفس میں خوار ہوتا ہوں ناں۔ میری اپنی تو کوئی زندگی ہے ہی نہیں۔

سمن میری زندگی میں عذاب بن کر داخل ہوئی تھی۔ مجھے اس سے کبھی محبت ہوئی ہی نہیں اور نہ وہ مجھے کبھی اچھی لگی۔ تین سال سے بس ایسے ہی چل رہا ہے۔

ولیمے سے فارغ ہوا تو مکلاوے کی رسم کے لیے مجھے ان کے گھر جانا تھا لیکن مجھ سے یہ چونچلے نہیں سہے جاتے۔ میں نے منع کر دیا۔ میں نے جا کر کرنا بھی کیا تھا؟ مجھ سے تو نہیں رہا جاتا کسی اور کے گھر۔ وہاں جا کر ویسے بھی فضولیات ہی ہونی تھیں۔ وہی بھارتی ڈرامے دیکھ دیکھ کر عجیب عجیب سی رسمیں رائج کر لی گئی تھیں۔ مجھے سخت چڑ ہے ایسی حرکتوں سے۔

سمن کو اپنے کمرے میں دیکھ کر میرا دل ہر چیز سے بیزار ہو جاتا تھا۔ میں نے آفس سے لیٹ آنا شروع کر دیا۔ مجھے اس لڑکی میں ایک فیصد بھی دلچسپی نہیں تھی۔ اس کا وجود مجھے ہر پل اس لڑکی کی یاد دلاتا تھا جس سے میں نے کبھی محبت کی تھی۔ سمن کو دیکھ کر مجھے اس کی یاد زیادہ آتی تھی اور مجھے شدت سے احساس ہوتا تھا کہ کاش سمن کی جگہ وہ میری دلہن ہوتی تو میں آج یہ سب نہ سوچتا۔

ایک دو ماہ ایسے ہی روٹین سے گزرنے لگے۔ اس دوران میری سمن سے کم ہی بات ہوتی تھی۔ کمرے میں تو ہم بالکل بات نہیں کرتے تھے اور اگر کبھی مجبوراً مجھے اسے بلانا پڑ جاتا تو وہ بھی صرف دو تین لفظی بات ہوتی تھی۔ کمرے سے باہر مجھے اس کے ساتھ خوش رہنے کی اداکاری کرنی پڑتی تھی۔ امی لوگوں کو یہ دکھانا پڑتا تھا کہ میں سمن کے ساتھ خوش ہوں۔ مجھے وہ اچھی لگی ہے۔ وہ پیاری ہے۔ وہ ذہین ہے۔ جھوٹ......اور صرف جھوٹ......

جب سمن اپنے گھر جاتی تو مجھے بہت اچھا لگتا تھا۔ میں پر سکون ہو جاتا تھا یوں جیسے منوں بوجھ میرے کندھوں سے کم ہو گیا ہو۔ اسے ایک ہفتے بعد ہی کچھ ہونے لگ جاتا تھا اور وہ مجھے فون کر کے بلا لیتی تھی کہ میں اسے واپس لینے آؤں۔

''زمان مجھے لینے آ جاؤ۔'' اس نے مجھ سے کہا تھا۔

''میں آج نہیں آ سکتا۔ کچھ دن اور رہ لو تاکہ بار بار یہ چکر نہ لگانا پڑے۔'' میں نے کہا۔

''میں جتنا مرضی چاہوں یہاں رہ سکتی ہوں مجھے تمہاری اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہاری عزت بنانے کے لیے میں تمہیں فون کر لیتی ہوں ورنہ مجھے کوئی شوق نہیں ہے واپس آنے کا۔ جہاں عزت ہے نا احترام۔'' وہ تلخی سے بولی۔

''پتا نہیں تمہاری کون سی بے عزتیاں کر دی ہیں ہم نے جو تم ایسے بکواس کر رہی ہو۔ اچھی بھلی تو رہتی ہو تم یہاں۔ کس چیز کی کمی ہے تمہیں؟ جو مانگو مل جاتا ہے۔''

''عزت...... عزت کی بات تم کر رہے ہو زمان؟ جسے اتنی توفیق نہیں ہوئی کہ شادی کی پہلی رات بیوی رو رہی ہے اور تم نے ایک بار بھی نہیں پوچھا۔ اور کیا دے چکے ہو تم مجھے آج تک جو اتنا احسان جتا رہے ہو؟ مجھے تمہارے ہزار دو ہزار کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ رکھو اپنے پاس ہی۔ یہ پیسے میں خود پہ خرچ نہیں کرتی۔ تمہارے ہی گھر والوں کے لیے چیزیں لیتی ہوں۔ کھانا بناتی ہوں ان پیسوں سے۔ نہ دیا کرو مجھے بے شک۔ میں مر نہیں جاؤں گی۔ تم سے پہلے بھی اچھا ہی کھاتی تھی اور اچھا ہی پہنتی تھی۔ جب تم کسی لڑکی کی عزت نہیں کر سکتے ناں تو پیسے بھی نہ دیا کرو۔'' وہ کہتی گئی۔ میرا خون کھولتا گیا۔

''تو وہ کھانا تم بھی کھاتی ہو۔ احسان نہیں کرتی بنا کر۔ اور اگر تمہیں پیسے نہ دوں تو تم سارے جہان میں رونا پیٹو گی اپنا کہ زمان ایسا ہے زمان ویسا ہے۔''

''تم صرف اپنا ہی سوچتے ہو زمان۔ تم مجھے پیسے بھی اپنی عزت رکھنے کے لیے دیتے ہو۔ کتنے گرے ہوئے انسان ہو تم۔ تمہاری سوچ بہت پست ہے۔ مجھے دکھ ہو رہا ہے میں نے تین سال تم جیسے انسان کے ساتھ گزارے ہیں بلکہ ضائع کیے ہیں۔''

''مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے تمہارے ساتھ رہنے کا۔ مجبوری میں رہ رہا ہوں۔ میں نے تمہاری بھی سوچ دیکھ لی ہے۔ تمہاری تربیت بھی دیکھ لی ہے جس طرح تم مجھ سے بات کرتی ہو۔ ہر چیز تمہیں ایک بار کہنے پہ مل جاتی ہے پتا نہیں اور تمہیں مجھ سے کیا چاہئے۔ میں تنگ آ گیا ہوں سمن تم سے۔'' میں چیخ ہی اٹھا۔ اس لڑکی نے مجھے زچ کر کے رکھ دیا تھا۔

''تو تم سے نہیں مانگنے تو کس سے کہوں؟ فرقان بھائی سے مانگوں؟ کیا بتاؤں انہیں کہ ان کا بھائی سو سو باتیں سناتا ہے مجھے چند ٹکے دینے کے لیے؟ کیا کہوں کہ ان کا بھائی ایک پسماندہ ذہنیت کا انسان ہے جسے بیوی کے حقوق کا ہی علم نہیں ہے؟'' آگے سے اس نے کہا۔

''ایسی کیا حق تلفی کر دی ہے میں نے تمہاری جو بار بار تم یہ کہہ رہی ہو؟ اور فرقان بھائی کے حوالے تم مجھے ہر بار دیتی ہو۔ کبھی بھابھی کو دیکھا ہے؟ وہ کتنی اچھی ہیں۔ وہ کتنا خیال رکھتی ہیں فرقان بھائی کا؟ تم کیا کرتی ہو؟ سارا سارا دن بس مفت کی روٹیاں توڑتی ہو اور آتا ہی کیا ہے تمہیں؟'' میں نے کہا۔

''کاش زمان...... کاش تم کبھی شادی نہ کرتے۔ تم جیسے مرد کسی لڑکی کی زندگی خراب کرنے کے لیے شادی کر لیتے ہیں اور ساری زندگی ان کے ساتھ یہی سلوک کرتے ہیں۔ کاش تم شادی نہ کرتے۔''

''کاش میں تم سے شادی نہ کرتا سمن۔ تم نے بھی میری زندگی سنواری نہیں ہے بلکہ اس میں مشکلات مزید بڑھا دی ہیں۔ کاش میں نے تم جیسی لڑکی سے شادی نہ کی ہوتی۔''

''کیا کیا ہے میں نے؟ ہر کام تو کرتی ہوں تمہارا۔ تمہاری حقیقت میں نے تمہارے اور اپنے گھر والوں سے چھپا کر رکھی ہوئی ہے۔ کسی کو بھی یہ نہیں پتا کہ تم نے مجھے شادی کی پہلی رات ہی روتا چھوڑ دیا تھا اور خود گھوڑے بیچ کر سو گئے تھے۔ کسی کو یہ نہیں پتا کہ تم کس طرح مجھے چند پیسے دیتے ہو۔ کسی کو یہ نہیں پتا کہ تم مجھے بلاتے تک نہیں ہو۔ میں تین سال تمہارے ساتھ رہی ہوں اور ہم نے کبھی بات نہیں کی ایک دوسرے کے بارے میں۔''

''تم جیسی جاہل عورت سے بات کون کرنا چاہتا ہے؟ شادی کی پہلی رات تم اپنے انہیں پچھلوں کو یاد کر کے رو رہی تھی تو میں کیا پوچھتا تم سے؟ تمہیں بلاوں بھی تو کیسے؟ تمہیں یاد نہیں اگلی صبح تم نے کس قدر جہالت سے مجھ سے بات کی تھی۔ مجھے تم کہہ کر تو تم بلاتی ہو۔ کیا یہ عزت کرتی ہو تم میری؟ اور اگر تم میرے بارے میں کسی کو نہیں بتاتی ناں تو اس سے تمہاری اصلیت بھی چھپی ہی رہتی ہے۔ مجھے کوئی شوق نہیں ہے تمہارے اوپر پردہ ڈالنے کا۔ وہ تو میں مجبور ہوں بس۔''

''زمان...... مجھے تمہیں انسان کہتے ہوئے بھی شرم آ رہی ہے۔ تم میں رتی برابر بھی انسانیت نہیں ہے۔ تمہیں اتنی شرم نہیں ہے کہ ایک لڑکی تمہارے لیے اپنا سب کچھ چھوڑ کر آئی ہے اور تم نے اسے کیا دیا ہے؟ میں کیوں تمہاری عزت کرتی جب تم نے میری عزت نہیں کی؟ تم نے کبھی خود پہ غور ہی نہیں کیا۔''

''اتنا ہی برا ہوں تو چھوڑ دو مجھے۔ کس نے کہا ہے ساتھ رہو۔ جان چھوڑو میری تم۔ میری زندگی میں سکون واپس آئے۔''

''سکون تم نے خود برباد کیا ہے۔ کاش تم جیسے مرد شادی نہ کریں۔ کاش میں نے ہی شادی نہ کی ہوتی۔''

''میں نے بھی۔''

اس نے فون بند کر دیا۔ آخر میں انسان صرف کاش کہتا رہتا ہے۔

تین سالوں میں میری اور سمن کی ایسی بہت سی لڑائیاں ہو چکی تھیں۔ وہ مجھے ہر بار یہی طعنے دیتی تھی۔ میں نے اسے کبھی پیسے دینے سے منع نہیں کیا تھا اور نہ میں نے کبھی احسان جتایا تھا۔ وہ جب پیسے مانگتی تھی تو اس کا انداز اس قدر بدتمیزی لیے ہوئے ہوتا تھا کہ میں اس سے بحث کرنا بھی مناسب نہیں سمجھتا تھا۔ مجھے اس کے منہ لگنا ہی پسند نہیں تھا۔

اس نے شادی کی پہلی صبح جس طرح مجھ سے بات کی تھی، اگر میں اپنے خیالات بدلنا چاہتا بھی تو نہیں بدل پاتا۔ وہ تب ہی میرے دل سے اتر گئی تھی۔ ایک جاہل عورت مجھ سے عزت کا مطالبہ کیسے کر سکتی تھی؟

اور تین سال بعد......

میں اسے اس کے گھر سے لینے جا رہا تھا۔ میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ میں سمن کو اب اپنی زندگی سے الگ کر دوں گا۔ میں بالکل بدل سا گیا تھا۔ میں ہر وقت پریشان رہنے لگا تھا۔ گھر جاتے ہی سمن کو دیکھ کر میری فکر میں اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ مجھے اسے دیکھ دیکھ کر وحشت ہوتی تھی۔ میں نے تین سال بہت برداشت کر لیا تھا مگر اب نہیں......

میں اپنے گھر والوں کو حقیقت سے آگاہ کر دوں گا۔ وہ سمن کے خوبصورت چہرے کے پیچھے چھپا بدنما چہرہ دیکھ لیں گے۔

سمن جیسی دیمک نے مجھے اندر سے کھا لیا ہے۔ دیمک......

میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں سمن سے علیحدہ ہو جاؤں گا۔

اس بار کوئی مجھے نہیں روک سکتا۔

سب جھوٹ ہے......سب......

میں زمان احمد...... سمن کے نام سے اپنا نام الگ کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔

راستے میں اسے اپنا فیصلہ سنا دوں گا۔ وہ خوش ہو گی......اور......میں بھی......

شادی کرنا میرا اب تک کا بدترین فیصلہ تھا۔

☆☆☆☆☆

زمان مجھے لینے آ گیا تھا۔ اس دن میری زندگی میں ایسا وقت آیا جس کا میں نے کبھی تصور نہیں کیا تھا۔ میں نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا۔ مجھے یوں لگا جیسے میں ایک اندھی زندگی گزار رہی تھی۔ میں نے شادی کے تین سال اپنی آنکھیں بند کیے ہی گزار دیے تھے۔

میں سب سے مل کر اپنا ایک بیگ لیے زمان کے ساتھ ہی گھر سے نکل گئی۔ زمان نے سب کو دکھانے کے لیے میرا بیگ مجھ سے لے کر گاڑی کی ڈگی میں رکھ دیا تھا۔ امی نے مجھے اور زمان کو دعائیں دے کر رخصت کیا۔

آدھا راستہ گزر چکا تھا۔ زمان ڈرائیو کر رہا تھا اور میں اپنے فون پہ لگی تھی۔ میں سوچ رہی تھی کہ اب بات کیسے شروع کروں؟ مجھے اسے مخاطب کرنا ہی سخت ناپسند تھا۔

پھر میں نے ہمت کر ہی لی۔

”سمن......“

”زمان......“

ہم دونوں بیک وقت بولے۔ مجھے حیرت ہوئی کہ اس نے مجھ سے کیا بات کرنی تھی جو اس نے مجھے ایسے بلایا؟

''ہاں بولو؟'' میں نے کہا۔

''نہیں تم بتاؤ کیا بات ہے۔'' وہ نہ بولا۔

''نہیں، تم پہلے۔'' میں اب کشمکش میں تھی کہ وہ کیا کہے گا؟ کیا وہ مجھے اپنی دوسری شادی کے بارے میں بتائے گا؟

''تم بولو، میری بات زیادہ اہم نہیں ہے۔'' میں اس کے انداز پہ ہی تشویش میں مبتلا ہوتی جارہی تھی۔اتنا تحمل مزاج تو وہ کبھی بھی نہیں تھا۔

''اوکے۔'' مجھے لال بتی نظر آرہی تھی۔''میں نے فیصلہ کیا ہے۔''

''کیسا فیصلہ؟'' اس نے پوچھا۔

''تم مجھے طلاق دے دو۔'' میں نے بول دیا تھا۔

☆☆☆☆☆

زندگی کیا ہے؟ کیا انسان ہمیشہ ایک اندھی کھائی میں گزار دیتا ہے؟ کیا اسے حقیقت کا ادراک نہیں ہوتا؟ کیا اسے علم نہیں کہ وہ ایک اندھے کنویں میں زندگی گزارتا آیا ہے۔ حقیقت کی دنیا بالکل الٹ ہے جس میں وہ رہا ہے۔

اس دن میں نے اپنی زندگی میں ایک ایسے وقت کو داخل ہوتے دیکھا تھا جس نے مجھے اس اندھے کنویں سے نکال کر حقیقت کی دنیا میں داخل کر دیا تھا۔ مجھے امید نہیں تھی کہ میں یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھوں گا۔وہ وقت......وہ میری زندگی میں میری آنکھیں کھولنے کے لیے آیا تھا۔

میں سمن کو لینے گیا اور وہی اداکاری کے دو تین جوہر مجھے وہاں بھی دکھانے پڑے۔ ہمیشہ کی طرح......

سمن ہمیشہ کی طرح اپنے فون پہ لگی رہی اور میں گاڑی چلاتے ہوئے بس یہ سوچ رہا تھا کہ میں اسے مخاطب کیسے کروں؟ کیسے اس سے بات کروں؟ اسے فیصلہ سنانے کا فیصلہ تو میں کر ہی چکا تھا لیکن اسے مخاطب کرنا مجھے ناپسند تھا۔

پھر سمن نے مجھے وہ کہا جو میں اس سے کہنا چاہتا تھا۔

''تم مجھے طلاق دے دو۔''

☆☆☆☆☆

''کیا؟'' زمان بولا۔

کیا اسے شاک لگا تھا؟ کیا وہ حیران ہوا تھا؟ کیا اسے مجھ سے ایسی بات کی توقع نہیں تھی؟ جو بھی تھا۔

''کیا، کیا؟ تم ہی تو ہر وقت مجھے چھوڑنے کی بات کرتے تھے۔ میں نے کر دی تو تمہیں حیرت کیوں ہو رہی ہے؟'' میں حیران تھی۔

''تین سالوں میں پہلی بار تم اور میں کسی ایک بات پہ ایگری کیے ہیں۔ میں بھی تم سے یہی کہنا چاہتا تھا۔ تم مجھے چھوڑ دو۔'' وہ ایک دم کھلکھلا کر ہنس دیا۔ میں نے تین سالوں میں اسے پہلی بار ایسے ہنستے دیکھا تھا۔

''چلو جو بھی ہے۔ تم مجھے طلاق دے دو جلدی۔'' مجھے پرواہ نہیں تھی۔

''نہیں میں تمہیں طلاق نہیں دوں گا۔ تم مجھ سے خلع مانگو۔ عدالت سے مجھے نوٹس بھیجو اور میں سائن کروں۔'' کیا عجیب بات کہی تھی اس عجیب انسان نے۔

''تم ایک چھوٹی سی بات کو اتنا طول کیا دے رہے ہو۔ ابھی بیٹھے بیٹھے مجھے طلاق دے دو تاکہ قصہ ختم ہو۔'' مجھے غصہ آنے لگا۔

''چھوٹی بات نہیں ہے یہ۔ میں تمہیں طلاق نہیں دوں گا جب تک مجھ سے خلع نہ مانگو۔'' وہ اپنی بات پہ اڑا رہا۔

''تم کتنے عجیب انسان ہو۔ پہلے مجھے چھوڑنے کی باتیں کرتے تھے اور اب میں کہہ رہی ہوں تو طلاق نہیں دے رہے۔'' مجھے اپنے ساتھ بیٹھے اس آدمی سے نفرت محسوس ہو رہی تھی۔

☆☆☆☆☆

وہ کتنی تیز لڑکی تھی۔ مجھ سے طلاق مانگ رہی تھی۔

''تم بہت ہوشیار ہو سمن۔ تم مجھ سے طلاق مانگ رہی ہو تاکہ سارے معاشرے کے سامنے میں گندا بن جاؤں؟ امی صحیح کہتی تھیں تم ذہین ہو۔'' مجھے اس کی سوچ دیکھ کر حیرت ہو رہی تھی۔

''اس طرح تو تم بھی ہوشیار ہو جو مجھ سے خلع کا کہہ رہے ہو تاکہ میں سارے جہان میں بری بن جاؤں اور تم بے چارے مظلوم بنے رہو۔''

''ہاں تو کیا غلط ہے اس میں؟ تم نے میری زندگی جہنم کر رکھی تھی۔ میں مظلوم ہی تھا جو تمہارے ساتھ گزارا کر رہا تھا۔''

☆☆☆☆☆

''مظلوم؟ مرد کبھی مظلوم نہیں ہوتا۔ یہ ہمیشہ عورت ہوتی ہے۔ جتنا ظلم تم نے مجھ پہ کیا ہے تمہیں اس کا احساس ہی نہیں ہے۔ میں نے تمہاری وجہ سے بہت کچھ برداشت کیا ہے۔ اتنے بھولے نہیں ہو تم کہ مظلوم بن جاؤ۔''

مجھے زمان کی بات سن کر اتنا غصہ آیا کہ میں کیا کہوں۔ وہ اپنے پروں پہ پانی پڑنے نہیں دینا چاہتا تھا۔ کیا زمان مظلوم تھا؟

''بس کر دو سمن۔''اس نے زور سے اپنا ہاتھ اسٹیر نگ وہیل پہ مارا۔ ہارن بج کر خاموش ہو گیا پر زمان نہیں۔''میں تنگ آ گیا ہوں تمہارے طعنوں سے۔ میں نے کون سے ظلم کر دیے ہیں تم پہ؟''

گاڑی کی سپیڈ ہمارے غصے کی طرح بڑھ رہی تھی۔

☆☆☆☆☆

''دلہن بنی لڑکی کو تم نے ایسے بے وقعت کر دیا۔ تم نے ایک بار بھی میری تعریف نہیں کی۔ میں کس کے لیے تیار ہو کر آئی تھی؟ کس کے لیے اتنا سجی تھی؟ تم جیسے انسان کے لیے؟ تم نے میری بہت بے عزتی کی تھی زمان۔ مجھے دکھ ہے میں نے اپنے آپ کو تمہارے لیے سجایا تھا۔''اس نے کہا۔

''تو نہ سج کے آتی۔ مجھے تمہارے کردار کی بد صورتی نظر آ گئی تھی جب تم نے مجھ سے بد تمیزی سے بات کی تھی۔ تم نے کون سا میری کبھی عزت کی تھی؟ مجھ سے کیا توقع کرتی ہو؟''میرا پارا آسمان کو چھو رہا تھا۔ ریس پہ میرا پاؤں کچھ زور سے تھا۔

''مجھے کوئی توقع نہیں ہے تم سے زمان۔ اسی لیے تو کہہ رہی ہوں مجھے طلاق دے دو۔ عدالت کے چکروں میں اتنے دن لگ جائیں گے۔ تین لفظ بول کر مجھے چھوڑ دو۔''

☆☆☆☆☆

میں طیش میں آ گئی۔ یہ بندہ کیا کہہ رہا تھا؟ مجھے افسوس ہو رہا تھا کہ میں کس کے منہ لگ رہی ہو۔

''میں نے جہاں تین سال برداشت کیا ہے وہاں اور کچھ دن کر لوں گا۔''

''جاتے جاتے بھی تم صرف اپنا ہی سوچ رہے ہو۔ مجھے گندہ کر کے تمہیں سکون آ جائے گا؟ تم جیسے گھٹیا انسان نے میری زندگی تو تباہ و برباد کر ہی دی ہے۔ اب اپنی اوقات دکھانے کے لیے یہ حرکتیں کر رہے ہو؟''میرا غصہ قابو سے باہر تھا۔

''سمن بکواس بند کر و اپنی۔ تم مجھے گھٹیا کہہ رہی ہو؟ تم خود کیا ہو؟ کیا تم نے کبھی آئینہ دیکھا ہے؟ میں تمہیں کبھی طلاق نہیں دوں گا اور میں تمہیں کبھی اپنی بیوی بھی تسلیم نہیں کروں گا۔ تم جیسی عورت اسی لائق ہے۔''

زمان نے گاڑی کی سپیڈ بڑھا دی اور اسی وقت سامنے موڑ بھی تھا۔ راستہ پہاڑی تھا اور زمان کا غصہ طوفانی......وہ......وہ موڑ کاٹنے لگا اور......اور اسی وقت سامنے سے ایک ٹرک آیا......زمان نے اسٹیرنگ گھمایا اور......اور سامنے کھائی کی طرف گاڑی نے رخ کر لیا......زمان سے گاڑی کنٹرول نہ ہوئی......ٹرک کی روشنی میں اس کی آنکھیں چندھیا گئیں......میرے ہوش اڑ گئے......میں......اور......زمان......ہم دونوں نے......موت کو اپنی طرف آتے دیکھا تھا......پھر میں نے گاڑی کے ٹکرانے کی آواز سنی......اور پھر......میں نے ہوا میں خود کو اڑتے دیکھا......اڑان جو نیچے کی طرف تھی......سامنے درخت سے ٹکر......اور......پھر گاڑی نیچے ہی گرتی چلی گئی......

شیشے ٹوٹ کر کرچی کرچی ہو گئے......ایک کرچی نے میرے چہرے میں اپنا وجود نصب کر دیا تھا......بہت سے جھٹکے......اور......اور میں بے ہوش ہو گئی......

سب ختم ہو چکا تھا......

☆☆☆☆☆

سمن کی باتوں کی وجہ سے مجھ سے گاڑی بے قابو ہو گئی اور گاڑی کھائی میں گر گئی۔ شیشے ٹوٹ کر مجھے زخمی کر گئے...... گاڑی کا سب کچھ تباہ ہو گیا تھا...... بالکل ایسے ہی جیسے...... جیسے میری اور سمن کی زندگی......

سمن......

میں پہلے تو سنبھل ہی نہ سکا تھا...... شیشہ لگنے سے میرا چہرہ خون آلود ہو چکا تھا...... گاڑی کافی نیچے تک گھسٹتی چلی گئی تھی...... پھر وہ جھٹکا کھا کر رک گئی......

رات...... کھائی......اکیلا پن......اور حادثہ......

سمن......

میں نے بے اختیار اسے دیکھا......وہ بے ہوش تھی......اس کے چہرے پہ شیشے کا ایک بڑا ٹکرا لگا تھا......مجھے ایک دم سب کچھ بھول گیا......آفت میں انسان سب کچھ بھول ہی جاتا ہے......میں نے سمن کی بند آنکھوں کو دیکھا...... میرے ہوش اڑ چکے تھے......

''سمن...... سمن آنکھیں کھولو۔'' مجھے اپنی تکلیف بھول گئی تھی......میں بس سمن کو آنکھیں کھولتا دیکھنا چاہتا تھا......

''سمن...... سمن آنکھیں کھولو پلیز۔ سمن......'' میں نے صرف کہا ہی نہیں......میں نے آگے بڑھ کر اسے سیدھا کیا......اس کا چہرہ ایک طرف گرا پڑا تھا......میں نے......میں نے اپنے ہاتھوں سے اس کا چہرہ پکڑ کر سیدھا کیا......میں نے اسے پہلی بار چھوا تھا...... اس کے چہرے کو تھپکا......اور اس کا نام پکارتا رہا......میں صرف اسے زندہ دیکھنا چاہتا تھا......میں نے اس کے چہرے پہ شیشہ لگنے سے خون رستے دیکھا...... میرے دل کو کچھ ہوا تھا......وہ جیسی بھی تھی...... تھی تو انسان ہی......میں نے اپنے ہاتھوں سے اس کے چہرے میں جڑے شیشے کے ٹکرے کو الگ کیا......

وہ تڑپ اٹھی......

شکر ہے وہ زندہ تھی......

☆☆☆☆☆

تین سالوں میں پہلی بار زمان کا لمس میں نے محسوس کیا تھا۔

جب اس نے میرا چہرہ سیدھا کیا...... جب اس نے میرا چہرہ تھپکا...... جب اس نے میرے چہرے سے شیشہ نکالا...... میں نے تڑپ کر اس کا ہاتھ تھام لیا تھا...... میں نے پہلی بار اس کے وجود کو ہاتھ لگایا تھا...... پتا نہیں کیوں...... اس وقت مجھے زمان کسی فرشتے کی طرح لگا جس نے مجھے تکلیف سے بچایا تھا......

کانچ...... میرے چہرے سے نکل چکا تھا...... درد کی شدت سے میرے آنسو خون میں گھلنے لگے...... میں نے آنکھیں کھول کر زمان کو دیکھا...... اس کا چہرہ بھی خون آلود تھا...... میں نے اس کے چہرے پہ فکر دیکھی تھی...... وہ پریشان تھا...... وہ مجھے دیکھ رہا تھا...... اس کا ہاتھ ابھی تک میرے چہرے پہ تھا...... اور میرا ہاتھ اس کا ہاتھ تھامے ہوئے تھا...... میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھا...... وہ میرے اتنے قریب تھا کہ میں اس کی سانس سن سکتی تھی...... میں نے اندھیرے میں اس کی آنکھوں میں اپنا عکس دیکھ لیا تھا...... اور یہی وہ لمحہ تھا...... جب میری آنکھوں نے اندھی کھائی میں آنکھیں کھولی تھیں......

''سمن...... تم ٹھیک ہو؟''

میں نے اپنا سر ہلایا۔

☆☆☆☆☆

میں واپس اپنی جگہ پہ بیٹھ گیا...... سمن ہوش میں آ چکی تھی...... اس کے چہرے سے شیشہ نکل چکا تھا...... اب شیشہ میرے چہرے سے نکلنا باقی تھا...... میں نے درد اور چبھن محسوس کی...... میرے منہ سے کراہ نکلی......

''زمان......'' سمن نے مجھے بلایا۔

''سمن میرے چہرے سے کانچ نکال دو۔ مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔'' میں نے درد کی شدت کی وجہ سے اس سے کہا تھا۔ وہ پتا نہیں کیسے اٹھی تھی۔ میں نے اٹھتے ہوئے اس کے چہرے پہ تکلیف دیکھی تھی۔ نجانے اسے اور کہاں کہاں چوٹ لگی تھی۔ شاید دل پہ......

میں نے اپنا چہرہ اس کی طرف کیا...... اس نے کچھ توقف کے بعد اپنا ہاتھ آگے بڑھایا...... میں نے اس کی آنکھوں میں درد دیکھا...... اس نے اپنا ہاتھ میرے چہرے پہ رکھا...... کانچ کا ٹکڑا اس نے اپنے ہاتھ میں لیا...... اس کے ہاتھ پہ کانچ لگ گیا مگر اس نے نہ چھوڑا...... کانچ نکال کر ہی دم لیا...... میں نے سکھ کا سانس لیا...... درد میں کمی آ گئی تھی...... سمن نے ایک اور کانچ نکالا...... میں اس کے چہرے کو دیکھتا رہا...... وہاں صرف میرے لیے فکر تھی...... وہاں احساس تھا کہ کسی طرح زمان کو تکلیف سے نکال دوں...... دوسرا کانچ نکلا تو میں نے درد سے کراہ لی...... اس نے میرا ہاتھ تھام لیا...... میں نے انگلیوں کو اس کی انگلیوں میں پیوست کر لیا تھا...... دوسرا کانچ

زیادہ تکلیف دہ تھا......جب اس نے کانچ نکالا تب میں نے صرف اس کے چہرے کو دیکھا......میں آنکھیں نہ میچ سکا......کانچ نکلا تو میں سکون میں آیا......اور......اور سمن بھی......

''اور کہیں ہے؟''اس نے پوچھا۔ میں اس کی انگلیاں نہیں چھوڑی تھیں۔ مجھے درد میں راحت مل رہی تھی۔

کانچ......کانچ ہمارے بیچ تھا......ہم نے اسے نہیں نکالا تھا......نہ میں نے......نہ سمن نے......

اس کانچ کی تکلیف سب سے زیادہ تھی......

اور اسی وقت......میں نے اندھے کنویں میں آنکھیں کھول کر حقیقت کو دیکھا تھا......

☆☆☆☆☆

مجھے بھول گیا تھا کہ زمان اور میں ایک کھائی میں گرے ہیں......حادثہ بہت برا تھا......لیکن اس وقت مجھے اس کی پرواہ نہیں تھی......مجھے پرواہ تھی تو زمان کے وجود میں لگے شیشوں کی......میں نے اس کے شیشے نکالے اور جب اسے درد ہوا تو میں نے اس کا ہاتھ تھام لیا...... پھر میں نے اس کے چہرے کو اپنے ڈوپٹے سے صاف کیا......اس کے چہرے پہ داڑھی میری انگلیوں سے لگی......اس کا سارا خون میرے ڈوپٹے پہ لگ چکا تھا......اس کا چہرہ صاف ہو چکا تھا......درد سے ٹیسیں اٹھ رہی تھیں......وہ درد چوٹوں کا نہیں تھا......وہ شیشوں کی چبھن نہیں تھی......

وہ درد کچھ اور تھا......وہ چبھن کچھ اور تھی......

''اور کہیں ہے؟''

''میرے بازو پہ......''وہ درد بھرے انداز میں بولا......

میں نے اس کا بازو دیکھا......وہاں خون تھا اور شیشہ بھی......کیا اس نے میرا چہرہ صاف کرتے وقت یہ تکلیف برداشت کی تھی؟ کیا اس وقت اس کی تکلیف سے زیادہ میں اہم تھی؟

میں نے شیشے سے اپنا ڈوپٹہ پھاڑا اور اس کا کچھ حصہ زمان کا بازو شیشے سے آزاد کرنے کے بعد اس پہ لپیٹ دیا......وہ سکون محسوس کر رہا تھا......اور میں بھی......

ہمارے درمیان اب بھی کوئی بات نہیں ہوئی تھی......ہم چپ رہ کر ہی سب کچھ بول بیٹھے تھے......میں اور زمان......ہم نے شادی کے بعد بہت سی باتیں صرف خاموش رہ کر ہی کی تھیں......اور یہ سب صرف ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ کر ہوا تھا......جہاں احساس تھا......

☆☆☆☆☆

کتا بھونکنے کی آواز آئی...... سمن نے سہم کر میرا ہاتھ پکڑ لیا...... میں نے بھی خود کو اس کا لمس محسوس کرتے پایا تھا...... وہ بہت خوبصورت لمس تھا...... میں نے سمن کو کبھی محسوس ہی نہیں کیا تھا...... میں نے اسے کبھی ہاتھ ہی نہیں لگایا تھا...... کبھی دیکھا ہی نہیں تھا کہ وہ کیسی ہے...... وہ کتنی نازک ہے...... اس کے ہاتھ کتنے ملائم ہیں...... اس کا لمس کتنا راحت بخش ہے...... اسٹیج پہ جاتے ہوئے وہ رسمی سا ہاتھ پکڑنا کسی کو محسوس کرنے کے برابر تو نہیں ہوتا......

میں نے اپنا چہرہ اس کی طرف موڑ لیا...... اس نے بھی ایسے ہی کیا...... ہم دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے...... ہماری آنکھیں ایک دوسرے سے باتیں کر رہی تھیں...... ہم نے خاموشی میں ایک دوسرے سے بہت سی باتیں کر لی تھیں...... کچھ حادثات انسان کو یاد رہتے ہیں کیونکہ وہ انسان کی زندگی کو ایک نیا زاویہ دے جاتے ہیں......

اوپر سے کچھ لوگوں کی آوازیں مجھے سنائی دے رہی تھیں...... وہ ہمیں بچانے آ رہے تھے......

ہم بچ گئے تھے...... اور...... ہمارا رشتہ بھی...... ہم نے مزید ایک دوسرے پہ ظلم نہ کرنے کا فیصلہ آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو سمجھا دیا تھا...... ہماری آنکھیں کھل چکی تھیں......

☆☆☆☆☆

دن...... رات......

سورج...... چاند......

آسمان...... زمین......

اندھیرا...... اجالا......

سمندر...... کنارا......

مرد...... عورت......

قدرت کا نظام ہمیں ہر طرف سے یہی اشارے دیتا ہے کہ اللہ نے ہر چیز کو جوڑے میں بنایا ہے۔ جوڑے کے بغیر کوئی بھی چیز مکمل نہیں ہو سکتی۔ رات کے بعد دن نہ ہو تو کیا ہو؟ سورج کے ڈھلنے کے بعد چاند نہ نکلے تو آسمان کی سیاہی میں وہ چمک نہ آئے۔ زمین کے اوپر آسمان نہ نظر آئے تو انسان روشنی اور اندھیرے کو کیسے دیکھے؟ سمندر کا کنارہ نہ ہو تو وہ کہیں ختم ہی نہ ہو۔ ایسے ہی مرد کے ساتھ عورت اور عورت کے ساتھ مرد نہ ہو تو وہ نامکمل ہی رہیں۔ وہ سارے جہان میں مارے مارے پھریں۔ وہ ایک دوسرے کے بغیر ادھورے ہیں۔ اکیلے رہنا قدرت کے خلاف ہے اور جو چیز قدرت کے خلاف ہو اس میں کبھی سکون نہیں ہوتا۔

شادی کرنا قدرت کا نظام ہے۔ جنت میں اکیلے رہنے والے آدم کے لیے ہی حوا کو بنایا گیا تھا جس سے ان کی تنہائی دور ہوئی تھی۔ عورت مرد کی تنہائی کی ساتھی ہے۔ مرد عورت کا ظاہری ساتھی ہے۔ کوئی مرد یہ کبھی نہیں کہہ سکتا کہ وہ عورت کے بغیر مکمل ہے اور نہ ہی عورت ایسا کہہ سکتی ہے، کیونکہ فطرت اس کے برعکس ہے۔ فطرت کے خلاف بات کرنے والا صرف جھوٹا ہے۔

شادی کر کے صرف وہی خود کو قیدی اور ناخوش تصور کرتا ہے جسے شادی کی اہمیت کا اندازہ نہ ہو۔ جس نے قدرت کے نظام کو سمجھا نہ ہو۔ جس نے اپنے ارد گرد پھیلی ہوئی لاکھوں نشانیوں سے سبق اخذ نہ کیا ہو۔ ایسا شخص صرف اور صرف اپنی ذات پہ ظلم کرتا ہے۔ وہ اپنے وجود کے ساتھ ظلم کرتا ہے۔ وہ اپنی فطرت کے خلاف جا کر اپنی جان کے ساتھ ظلم کرتا ہے۔ شادی مرد اور عورت کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر انسان کو فطری سکون ملنا ناممکن ہے۔

اکیلا رہنا برا ہے۔ انسان کو اپنا آپ تنہائی پسند نہیں کرنا چاہئے۔ تنہائی میں انسان گمراہ ہوتا ہے۔ تنہائی اندھیرے کا نام ہے۔ اندھیرے میں انسان کو راستہ نہیں ملتا۔ وہ گمراہ ہو جاتا ہے۔ بے راہ ہو جاتا ہے۔ وہ مارا مارا پھرتا ہے۔

شادی سے انسان کو ایک ساتھی ملتا ہے......اس کے دکھ میں شریک ہونے والا دوست......اور خوشی میں شامل ہونے والا دوست......دن اور رات میں ساتھ رہنے والا ہمدرد...... غم ملے تو اسے سکون دینے والا ساتھی......درد ملے تو ہمدرد بننے والا ساتھی......سردی میں اس کے لیے گرم آگ کا کام دینے والا ساتھی...... گرمی میں اس کے لیے ٹھنڈی ہوا......اس کا ہم قدم......اس کا ہم دم......اس کا ساتھی......اس کا لباس......

لباس......

شادی کے بعد میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس بن جاتے ہیں۔ لباس انسان کو ڈھانپتا ہے۔ اس کے زخموں کو ڈھکتا ہے۔ اس کے جسم کے گھاؤ کو دوسروں کی نظروں سے بچاتا ہے۔ لباس انسان کو چھپاتا ہے۔ میاں بیوی کو یہ بات سمجھنی چاہئے۔ لباس ہم موسم کے حساب سے پہنتے ہیں۔ جب کبھی دونوں میں سے ایک کے ذہن اور دل کا موسم گرم ہو یعنی غصہ آ رہا ہو تو دوسرے کو چاہئے کہ وہ اس کے لیے ویسا لباس بن جائے جو اسے ٹھنڈک پہنچائے۔ جب دل کا موسم سرد ہو یعنی آپس میں تناؤ ہو تو دوسرے کو گرم لباس بن جانا چاہئے جو اس سردی کو کم کرے۔

شادی ایک دوسرے کو ڈھکنے کا نام ہے۔ ایک دوسرے کے بارے میں کسی تیسرے کو نہ بتائیں۔ اپنے کمرے کی باتیں کمرے سے باہر نہ کریں۔ مت کسی کو بتائیں کہ ہماری آپس میں لڑائی ہوئی ہے۔ مت بتائیں آپ کا ساتھی کیسا ہے۔ ایک دوسرے سے جو بھی مسائل ہوں انہیں آپس میں حل کریں۔ تیسرے کو بتا کر اپنا تماشا مت بنوائیں۔ ساتھ میاں بیوی نے رہنا ہے تو آپس کی کشیدگیاں بھی ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھ کر ہی حل کریں۔

درست ہے کہ دو لوگ جب ساتھ رہیں تو آپس میں جھگڑا ہو جاتا ہے۔ کسی بات پہ بحث ہو جاتی ہے۔ ایک چیز پہ دو لوگ بعض دفعہ اتفاق نہیں کرتے۔ دو لوگ ایک ہی طرح کی سوچ نہیں رکھتے۔ ایک ہی طرح کے تجربات نہیں رکھتے۔ اختلافات ہونا فطری عمل ہے۔ انسان ایسا ہی ہے۔ ایسی صورت میں اگلے بندے کو اپنا موقف سمجھانا چاہئے۔ ایسا کرنے سے دوسرا آپ کی بات سمجھ جائے گا۔ ممکن ہے کہ وہ اپنا فیصلہ بھی بدل لے۔ شادی میں ایسے ہی ہوتا ہے۔ میاں بیوی ساری زندگی ایک دوسرے کو اپنا موقف ہی سمجھاتے رہتے ہیں اور کامیاب شادی شدہ جوڑے وہی ہوتے ہیں جو ایک دوسرے کی بات سنیں اور سمجھیں۔

پھر یہ بھی ہے کہ دو لوگوں کی عادات ایک دوسرے سے یکسر مختلف ہوتی ہیں۔ دونوں کی پسند ناپسند بھی مختلف ہوتی ہے۔ کسی چیز یا حالات میں رویے مختلف ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ ایسی صورت میں دوسرے کے رویے سے دکھ بھی ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں ایک بات ذہن میں بٹھا لینی چاہئے۔ ہر کوئی ایک جیسا نہیں ہوتا۔ ہر انسان مختلف ہے۔ اس چیز کو قبول کریں۔ جب نکاح کرتے وقت دو لوگ قبول ہے کہتے ہیں تو وہ اس چیز کا اعتراف کر رہے ہوتے ہیں کہ ہم دو انسانوں کو ایک دوسرے کے ساتھ رہنا قبول ہے۔ ایک دوسرے کے مختلف رویوں کے ساتھ زندگی گزارنا قبول ہے۔ دوسرے کی پسند ناپسند کا احترام کرنا قبول ہے۔ ایک دوسرے کو ایک دوسرے سے مختلف سمجھنا اور قبول کرنا قبول ہے۔ شادی کو کامیاب بنانے کے لیے یہ سب قبول کرنا پڑتا ہے۔

شادی ایک دوسرے کے لیے سکون بننے کا نام ہے۔ شادی سے انسان پاکیزہ ہوتا ہے۔ شادی انسان کو گمراہ ہونے سے بچاتی ہے۔ شادی کر کے زندگی ختم نہیں ہوتی بلکہ زندگی ایک دائرے میں آجاتی ہے جس سے انسان باہر جائے تو فقط خسارہ ہے۔

☆☆☆☆☆

میں سمن ہوں۔

یہ سب باتیں میں نے اور زمان نے ساتھ بیٹھ کر ہی لکھی ہیں۔ یقین کریں ہم بدل چکے ہیں۔

امی نے مجھے کہا تھا کہ اللہ تم دونوں کا کردار اچھا کرے۔ میں نے اس کے بارے میں سوچا۔ امی نے کردار کی بات کیوں کی تھی؟ کیا میں کوئی بد کردار لڑکی تھی جو امی ایسا کہہ رہی تھیں؟ دراصل کردار انسان کا رویہ ہوتا ہے۔ ضروری نہیں ہر بار کردار کا مطلب کسی غلط کام میں ملوث ہونا ہی ہے۔ انسان کا کردار اس کا رویہ بتاتا ہے۔

ٹھیک ہے زمان نے مجھے پہلی رات ہی بے عزت کیا تھا لیکن میں نے یہ کام رات کو نہیں تو صبح کر لیا۔ میں نے اس سے بے عزتی سے بات کی۔ اس کے غصے پہ میری بد تمیزی نے تیل کا کام کیا تھا۔ میں نے اسے اپنی طرف راغب کیا کرنا تھا، وہ تو مجھ سے اور پیچھے ہو گیا۔ میں نے کبھی اس کو اپنا بنانے کی کوشش ہی نہیں کی۔ اب میں سوچتی ہوں کہ اگر میں اپنا کردار ٹھیک رکھتی تو شاید زمان اس سے بہت پہلے ہی میرا ہو جاتا۔ میں نے اپنے کردار سے کبھی یہ ظاہر ہی نہیں کروایا تھا کہ وہ مجھے اپنا سکے۔

ایک تو یہ ٹین ایج کی محبتیں ساری زندگی خراب کر دیتی ہیں۔ایک لڑکا تھا۔مجھے وہ پسند تھا بس۔اس سے زیادہ ہمارا کوئی تعلق نہیں تھا۔زمان کے لیے تیار ہوتے ہوئے وہ مجھے یاد آیا اور پھر تین سال میں زمان کی جگہ اسے ہی رکھتی رہی۔اگر وہ ہوتا تو یہ نہ ہوتا۔ زمان کو میں نے بھی تو کبھی تسلیم نہیں کیا تھا۔میرا رویہ اس کے ساتھ بہت برا تھا تبھی ہم دونوں کے درمیان کبھی بھی محبت نہ آسکی۔

ایک کام جو میں نے عقلمندی سے کیا تھا وہ یہ تھا کہ زمان اور اپنے ریلیشن کے بارے میں کسی کو بھی نہیں بتایا تھا۔میں نے ہمیشہ اسے اپنے گھر والوں اور اس کے گھر والوں کے سامنے اچھا ہی بنایا تھا۔میں کمرے میں آکر رو لیتی تھی لیکن میں نے دنیا کو اپنے اور زمان کے تعلق کے بارے میں پتا نہیں لگنے دیا تھا۔گھر میں ،میں نارمل ہی رہتی۔سب سے مذاق کرتی اور کھانا وغیرہ بھی بناتی۔سب مجھ سے خوش تھے......بس میرا شوہر نہیں......کاش میں نے اپنا یہی رویہ کمرے میں بھی رکھا ہوتا تو آج میرا شوہر بہت پہلے سے میرے پاس ہوتا......

اصل میں...... غلطی ہم سب کرتے ہیں۔کوئی زمان والی غلطی کرتا ہے اور کوئی سمن والی۔مگر کامیاب وہی ہوتے ہیں جو اپنی غلطیوں کو اپنے مستقبل میں جگہ نہیں بنانے دیتے۔

ہم سب ظالم ہیں۔ہم اپنے کردار سے ایک دوسرے پہ ظلم ہی تو کرتے ہیں۔یہ ظلم بہت سی زندگیاں تباہ کر دیتا ہے۔یہ ظلم بہت سے رشتے بگاڑ دیتا ہے۔یہ ظلم انسان کو انسان ہونے کے رتبے سے گرا دیتا ہے۔

اب میں نے عہد کر لیا تھا کہ میں اب خود پہ اور زمان پہ ظلم نہیں کروں گی۔میں اس کے کام کرنا خود پہ بوجھ نہیں سمجھوں گی۔میں اس کے لیے کھانا بناتے ہوئے خود کو نوکرانی نہیں سمجھوں گی۔اس کے کپڑے استری کرتے ہوئے مجھے زمان سے نفرت نہیں ہو گی۔اس سے کسی چیز کا مطالبہ کرتے ہوئے خود کو بھکارن نہیں سمجھوں گی۔اب اسے اپنے رویے سے اپنے سے دور نہیں جانے دوں گی۔میں اب اپنا کردار نبھاؤں گی۔میری دیکھا دیکھی وہ بھی اپنا کردار ٹھیک کر لے گا کیونکہ ہم انسانوں کے رویے ایک دوسرے پہ اثر انداز ہوتے ہیں۔اچھے رویے دوسرے کے رویوں اور سوچ کو بدل دیتے ہیں۔دلوں میں نفرت کی کونپلیں پھوٹنے نہیں دیتے بلکہ دل کے باغ میں صرف محبت کے گلاب کھلتے رہتے ہیں۔

مجھے احساس ہے......میں غلط تھی......

☆☆☆☆☆

میں زمان ہوں۔

زیادہ غلطی میری تھی۔ مجھے سمجھنا چاہئے تھا سمن کو۔ وہ میرے لیے سج سنور کر اس گھر میں آئی تھی۔ اس نے اپنے ماں باپ کو چھوڑا تھا اور اب وہ صرف میرے لیے ہی اس گھر میں رہ رہی تھی۔ میں نے جب ولیمے پہ اپنے سسرال جانے سے منع کیا تھا تو مجھے یہی تھا کہ میں کسی کے گھر نہیں رہ سکتا اور سمن...... وہ تین سالوں سے میرے گھر رہ رہی تھی۔ مجھے اس کی عزت کرنی چاہئے تھی۔

شادی کی پہلی رات ہی میں نے اسے اگنور کیا تھا۔ میں نے اس سے کوئی بات ہی نہیں کی تھی۔ وہ رو رہی تھی تو مجھے اسے چپ کروانا چاہئے تھا۔ میں نے اسے دلہن والی عزت ہی نہیں دی تھی۔ کیا اگر میرے گھر کی کوئی عورت ایسے رخصت ہو کر دوسرے گھر جاتی اور آگے سے اسے بھی میرے جیسا انسان ملتا تو کیا ہوتا؟ وہ مجھے بتاتی تو مجھے دکھ ہی ہوتا۔

اصل میں...... ہم اپنا ماضی نہیں بھولتے۔ ایک محبت جو ساری زندگی ہمیں کسی سانپ کی طرح ڈستی رہتی ہے۔ ہم آگے نہیں بڑھتے۔ میں نے ہمیشہ سمن کی جگہ اس لڑکی کو رکھا۔ اپنے ساتھ کھڑی کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھ کر اپنے دل میں اسے اپنے ساتھ تصور کرتا۔ اس کی بھی شادی ہو چکی تھی اور میری بھی۔ وہ مجھ سے محبت نہیں کرتی تھی بس میں کرتا تھا۔ اور اس محبت نے مجھے سمن کی طرف جانے ہی نہیں دیا۔ مجھے آگے بڑھنے ہی نہیں دیا۔ میں نے کبھی اسے دل سے نہیں نکالا تھا، اسی وجہ سے سمن کبھی میرے دل میں نہیں رہ سکی تھی۔

آج مجھے احساس ہوتا ہے کہ میں نے آگے نہ بڑھ کر کتنی غلطی کی ہے۔ میں نے اپنے اور سمن کے تین سال ضائع کیے ہیں۔ میں نے ہم دونوں کے تین سالوں کا سکون برباد کیا ہے۔ ان تین سالوں میں ہم زندگی کو بہت اچھے طریقے سے جی سکتے تھے مگر میں نے اپنے درمیان سے کبھی اپنے ماضی کو باہر نہیں نکالا تھا۔

نکاح خواں کی دعا کا اثر اب ہوا ہے۔ میرے دل میں سمن کی محبت اب ڈال دی گئی ہے۔

اور اب میں سمن کے ساتھ کوئی ظلم نہیں کروں گا۔ اسے وہ عزت دوں گا جس کی وہ میری بیوی ہونے کی حیثیت سے حق دار ہے۔ اب اسے روتا دیکھ کر خود سے یہ نہیں سوچوں گا کہ وہ اپنے گھر والوں کو یاد کر کے رو رہی ہے۔ اب اسے پیسے دیتے ہوئے اپنے پیسوں میں کمی ہونا نہیں سوچوں گا بلکہ اپنا فرض سمجھ کر ہی اسے پیسے دوں گا۔ اب اس کی ضروریات کا خیال صرف دنیا کو دکھانے کے لیے نہیں کروں گا بلکہ میں یہ سب اب سمن کے لیے کروں گا۔

میں جانتا ہوں کہ آگے ہمارے جھگڑے ہوں گے اور ہماری بحثیں بھی ہوں گی لیکن اب میں نے یہ بات تسلیم کر لی ہے کہ ہم دو مختلف لوگ ہیں۔ ہم کسی ایک بات پہ اختلاف کر سکتے ہیں لیکن اب میں سمن کو سمجھ گیا ہوں۔ اس کے مختلف رویوں کو مزید جانوں گا۔ اس کے تجربات کو سمجھوں گا اور اس کے فیصلے بھی سنوں گا۔ میں اسے ہمیشہ اچھی بات ہی سمجھاؤں گا۔ جب جھگڑا ہو گا تو میں اپنے دل کو یہ کہوں گا کہ سمن مجھ سے مختلف ہے۔ وہ الگ رائے رکھ سکتی ہے۔ میرا کام اسے بہتر بات بتانا ہے۔ یہ ہمارا رشتہ بچائے گا۔

سمن...... سمن اب میرے دل کی ملکہ ہے۔ میں نے اپنے دل کے باغ سے وہ محبت کا پھول اکھاڑ دیا ہے جس کی وجہ سے سمن کی محبت کا پھول وہاں کھل نہیں سکا تھا۔ اب میں نے خود کو سمن کا لباس بنالیا ہے۔

مجھے احساس ہے...... میں غلط تھا......

☆☆☆☆☆

آج میں اور زمان پہلی بار اکٹھے باہر آئے ہیں۔

☆☆☆☆☆

آج میں نے سمن کو پہلا تحفہ دیا ہے۔ میں نے سمن کو وہ کنگن دے دیے ہیں جو امی نے مجھے اس کی منہ دکھائی کے لیے دیے تھے۔

☆☆☆☆☆

آج میں نے اور زمان نے پہلی سیلفی لی ہے۔

☆☆☆☆☆

آج سمن نے میرے لیے خود کو دوبارہ دلہن کی طرح سجایا ہے۔

☆☆☆☆☆

آج زمان نے میرے حسن کی تعریف کی ہے۔

☆☆☆☆☆

آج سمن نے مجھے ہینڈسم کہا ہے۔

☆☆☆☆☆

میں امید سے ہوں۔ زمان اور میں اپنے ننھے وجود کو دیکھنے کے لیے منتظر ہیں۔

☆☆☆☆☆

آج سمن نے مجھے دنیا کی سب سے بڑی خوش خبری سنائی ہے۔

☆☆☆☆☆

اور آج...... آج ہم دونوں اپنی محبت کا جشن منا رہے ہیں۔

سمن کا زمان......

زمان کی سمن......

ختم شد